UNIVERSAL LIBRARY
OU-232933
UNIVERSAL LIBRARY

بعون صانع عالمین و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجه طبع ذکا و کرشمه فکر رسا جلوه خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

[illegible]

[illegible] ۱۲۹۰

بلبل بوستان سخن قمری سروستان فن [illegible]

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کے اہتمام تصحیح سے

مطبع منشی نولکشور [illegible] میں طبع [illegible] ہوا

بندہ دوستدار خاص و عام بلکہ خیرخواہ کافہ انام مالک مطبع و دو اخبار نولکشور نام
ناظرین با تمکین کی خدمت فیض الاساس مین گزارش کرتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام مین دیوان غزل کنور کشن کمار
وقار رئیس مراد آباد کا اس مطبع مین طبع ہوا بعون و صون حکیم سخن آفرین مقبول و پسند ہر طبع
اگرچہ مقام پر فصاحت و شوخی کلام بیان ہو بالیقین لوگون کو یار فروشی کا گمان ہو اسواسطے
سنجیدگی و شستگی مضامین و صفائی بندش و پاکیزگی طبع حوالہ ملاحظۂ اصحاب سخن و ارباب فن
کئے اسکے اصل مطلب کیطرف توجہ کرتا ہون کہ یہی موقع اسکے ادا کا ہے بحکم شوق مختصر
حال فرخ فال کنور صاحب نامدار اپنے علم و آگہی کے بے سرگوشی خامہ قلمبند کرتا ہون
اور تکلیف تکلف و آزار تصنع ناپسند کرتا ہون کنور کشن کمار صاحب وقار مہین فرزند
رائے بیدمن کشن صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بدایون کے ہین مورث
اعلی کو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے خطاب رائے سے سرفراز فرمایا کہ عہدہ وکالت مراد آباد
مین امتیاز و اعزاز بخشا اوسوقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد قائم ہوئی جد امجد یعنی
رائے آنند رام عہد دولت عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین خدمت جلیلہ نیابت
چکلہ داری چودہ محال بجنور پر سربلند و ارجمند ہوئے جب یہ ملک بتقسیم دس آنہ و شش آنہ مین
کمپنی انگریز بہادر کے قبضہ دخل مین آیا رائے آنند رام عہدہ منشی عدالت دیوانی مراد آباد پر
کہ اوسوقت یہی عہدہ نہایت درجہ کا معزز تھا ممتاز ہوئے آخر روزگار ترک کرکے
اضلاع مراد آباد و بجنور و بدایون مین تعلقہ خرید فرمایا کہ بافضالہ الہی ابتک بدستور ہے
بلکہ او نکے بیٹون کی برکت و نیت سے یوماً فیوماً ترقی پر ہے غدر ۱۸۵۷ء کہ خیرسگالی و سپار
داری کے واسطے ایک عیار کامل تھا رائے بیدمن کشن صاحب کے اقبال تنومند نے خوبیون کے
سامنے زور دکھائے اگر حال شرح و بسط سے تحریر مین آئے ایک دفتر تیار ہو جائے
لہذا اجمالاً کیفیت لکھتا ہون کہ جو امور انتظام حکام وقت نے یعنی صاحب مجسٹریٹ بہادر

مرادآباد اور کارمیکل صاحب بہادر مجسٹریٹ بدایون نے سپرد فرمائے رائے صاحب نے عمدہ
شایستگی سے انجام دیے جیسا کہ چاہیے پوری پوری تعمیل کی جبکہ مرادآباد مین بسبب ذوات آتش بغاوت
بھڑکائی حکام نے نینی تال و میرٹھ کی راہ لی۔ مجو خان کی نوابی قرار پائی رای صاحب
کسی پیرایہ سے شریک کردار و ہنجار کے نہوئے جادۂ خیرخواہی پر ثابت قدم رہے
گوکہ اوسوقت انواع انواع قسم کی تکلیف پونہچی یعنے باغیون نے فیل و اسپ و چھکڑا و دیگر
اسباب پر دست غارت دراز کیا۔ جب ڈالی رام پہونچے بحکام انگریزی ضلع مرادآباد و بجنور کا
بندوبست کیا رای صاحب موصوف کی صلاح و مشورت انتظام مالی و ملکی مین مقدم سمجھے
ہنگام تسلط نواب صاحب و ہنگامہ باغیون مین رای صاحب ممدوح نے بجمعیت چند ملازم
ذاتی باغیون سے ایک حصہ میگزین کا مع ایک توپ بلا پیٹی کے چھین لیا ایک آدمی اور
دو گھوڑے باغیون کے زخمی کیے ایک آدمی ادھر کا بھی زخمی ہوا۔ نینی تال پر معہ ملازمیہ
بحفاظت اپنے آدمیون کے روانہ کیا۔ غرضکہ اس ضلع کے خیرخواہان انگلشیہ مین نہایت
ناموری نامداری کی حاصل کی چنانچہ جلدو مین جشن فتح و خیراندیشی کے سرکار نے
بکمال قدردانی کے ساتھ سند مالگزاری و زمینداری کی عطا فرمائی کہ موجب شکست دشمنونکا
ہے ہم سند موصوفہ کو ذیل مین بکمال خوشی سے درج کرتے ہین۔ رای صاحب بجمیع صفات
موصوف ہین آج ہندوستان مین مشہور و معروف ہین فی الحقیقت رای صاحب
عقیل عصر و فرزانۂ دہر ہین فیاض بھی ہین رحمدل بھی ہین آپ کی سرکار کی نوکری
جاگیر ہے بجاے چاکر متوفے اوسکا وارث قائم ہوتا ہے۔ چشم بد دور ماشاء اللہ
کنور صاحب خلف الرشید ہین کہ رای صاحب سے بھی وضعداری و نیک اندیشی
و کرم و عنایت مین قدم بڑھا کر رکھتے ہین ایزد بسیار بخش اس سے زیادہ بخشے
اور ہمیشہ توفیق نیک رفیق رکھے آمین ثم آمین

نقل پروانه محکمهٔ عالیهٔ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مهر محکمهٔ عالیهٔ گورنمنٹ
ممالک مغربی و شمالی
۱۸۵۹ عیسوی

دستخط انگریزی

رفعت و عوالی مرتبت پرمسن کشن تعلقه دار ساکن مرادآباد مورد مراحم الطاف باشند

درینولا از روی رپورٹ صاحب کمشنر بهادر روهیلکهند مرقومهٔ ۶ دسمبر ۱۸۵۹ء نمبر ۹۴۹ بحضور
معدلت دستور بندگان ذیشان نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بهادر دام اقباله مبرهن و
هویدا گشت که آن عوالی مرتبت بایام بلوه باغیان شقاوت شعار بحضور صاحبان انگریز
بهادر مقیم کوه نینی تال و میرٹهه اخبار باغیان نکبت نشان رسانیدند و اسباب رسد و
خورد و نوش وغیره فرستادند و نیز زر مالگزاری سرکار بیشکی ادا نمودند و از حسن ارادت و
خویش انتظام سه پرگنه باحسن الوجه کردند چنانچه دریافت این همه مراتب خیرخواهی و نمک حلالی
سرکار ذوی الاقتدار موجب غایت رضامندی و خوشنودی خاطر بندگان نواب صاحب
محتشم الیهم گردیده و برای عطای زمینداری جمعی سه هزار روپیه حکم فیض شیم بشرف نفاذ پیوسته
لهذا حسب فرمان فاخصت عنوان نواب صاحب مفخر الیهم پروانهٔ کرامت نشانه هذا جهت اطلاع
رضامندی نواب صاحب معظم الیهم بآن عوالی مرتبت مرحمت میشود که تا موجب فخر و مباهات بین الامثال و
الاقران گردد فقط مرقوم ۳۰ جنوری ۱۸۶۰ء

بعروسِ صنائع مکین و فضائلِ خلائقِ زمین و زمان

نتیجۂ طبعِ ذکا و کرشمۂ فکرِ رسا جلوۂ خیالِ بلند و شوخیِ خاطرِ ارجمند

بہارستان اشعار

۱۲۹۱

بلبلِ بوستانِ سخن قمریِ سروستانِ فن مشہور

شاعرِ لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کے اہتمام تصحیح سے

مطبع منشی نولکشور میں بطرزِ مقبول طبع ہوا

تعداد اشعار ۹	بسم اللہ الرحمن الرحیم	شمار غزلیات ۱

ردیف الف

احسان بے کرانہ یہ ہے کردگار کا
مجھ بندہ کو خطاب دیا ہے وقار کا

گل کو کیا ہے خار کا جو آفتاب گیر
یہ رنگ وہ ہے خون ہو جس پر ہزار کا

دیر و حرم مین جلوہ وحدت ہی آشکار
زنار و سبحہ مین بھی نہین فرق تار کا

بیمثل و بے مثال ہے خالق ہی خلق کا
محتاج وہ نہین ہی کسی کاردار کا

یہ زرد و سرخ جلوہ صنعت اوسی کا ہی
وہ مخترع خزان کا وہ مبدع بہار کا

مردود ہے معلم ملکوت کبر سی
آیا پسند اوسکو طریق انکسار کا

رازق ہی رزق کیڑی کو دیتا ہی سنگ مین
صادق اوسی پہ لفظ ہی پروردگار کا

ہی قہر اوسکی نور مین ہی مہر نار مین
جل جای کوہ نور سی ہو باغ نار کا

۲ کہے وقار کیا کوئی اوسکی ثنا و حمد ۱۱
کسار کو اوٹھائی یہ مقدور خار کا

دیکھکر آئینے مین ابرو وہ بسمل ہوگیا
یہ تماشا ہے نیا مقتول قاتل ہوگیا

حق ہوا ہستی نما معدوم باطل ہوگیا
میرا نالہ قفل منقارِ عنادل ہوگیا

آ آ جانا پاس تک پہلی بھی کچھ آسان نتھا
دور کا بھی دیکھنا پر اب تو مشکل ہوگیا

رحم فرمایا جو اوس بیدادگر نی حال پر
قتلگاہ حسرت و ارمان مرا دل ہوگیا

امتیاز افشان کا ماتھی پہ نہین ہی یار کے
یہ اچنبھا ہی عرض جوہر مین شامل ہوگیا

کھل کی بیٹھو بیحجاب آنکھین ہماری بند ہین
ازدحام شوق نظارہ کا حائل ہوگیا

روکسکتی ہین نظر کو کب سراتا سر شک
بحر کسدن موج سی پا در سلاسل ہوگیا

وحدت و خلوت مین لذت کثرت و جلوت کی ہی
آنکھ کرلی بند جب نظارہ حاصل ہوگیا

یان تصرف عشق کا تھا وان کشش تھی حسن کے
خالِ عارض دیدۂ مشتاق کا تل ہوگیا

اک حسین کا ہی تصور دل مین ہر دم جلوہ ریز
کلبۂ تیرہ مرا خورشید منزل ہوگیا

۳ ۱۱

بند کر کی آنکھ یا دست زکی پر رکھ دیا
ای وقار ایسی چڑھی تجکو کہ غافل ہوگیا

ہمنے جب مضمون باندھا ابرو خمدار کا
کاٹ ہر مصرع مین پیدا ہوگیا تلوار کا

مرگیا ہون دیکھکر مین آب دندانِ صنم
غسل کو میت کی پانی ہو درِ شہوار کا

ہمین نرگس کا بنی گا پھول قرطاس شبیہ
نقش کھینچی گا اگر بہزاد چشم یار کا

سینۂ صدچاک مین ہی نالۂ آتش فشان
تیلیون کا یہ قفس ہے مرغ آتشخوار کا

جنبش لب مین تمہاری ہی کہ ہی قینچی کی کاٹ
ہی پیام مرگ ہلنا ابروِ خمدار کا

زخم وہ آئینہ رو دیکھی تو طوطی کی طرح
زمزمہ پیدا ہو پہاہا مرہم زنگار کا

نکہت گل کا کسی نی آج تک دیکھا ہی رنگ
کس طرح ثابت مجھی حسن ثنا ہو یار کا

نشہ کی عینک نظارہ ہی تمھاری چشم کا
حال یکسان ہو رہا ہی مست کا ہشیار کا

مرہم زنگار کا عالم سواد خط مین ہی
اس قدر لکھا ہی مضمون سبزۂ رخسار کا

مختصر سا وصف یہ ہی روی رنگین کا مری
سبزۂ تازہ لقب ہی اس چمن کی خار کا

۴
بار دیگر قطعہ لکھا یا کلک گوہر بار کو
اور بھی شاید ہی کچھ لکھنا وقار اشعار کا
۱۱

مین نہین کہتا کہ دہوکا دو دیدار کا
بھید سب مجھپر کھلا ہی سبحہ و زنار کا

شب یہ تہا حیرت فزا سبزہ تری رخسار کا
ہو گیا آئینہ پر دہوکا مجھے زنگار کا

پابگل ہو جای کا حیرت سی کبک خوشخرام
دیکھکر عالم تمہاری پای کج رفتار کا

نغمہ کا مذکور کیا گر گنگنائی وہ شوخ
بند مرغان چمن کا قفل ہو منقار کا

آفت بالائی طرہ کا تری نظارہ ہے
قتل کرتا ہی تصور لٹ پٹی دستار کا

دل مین جا غم کو نہین ملتا ہی کی ہجر سے
وصل پھر کیا ہو خیال عیش پہلو دار کا

رو کش انجم ہی ہر ذرہ مری ویرانہ کا
آج جلوہ ہے یہ کسکی چاندسی رخسار کا

خوب لوٹی کا یہ کالا چور دولت حسن کی
پاسبان خال سیہ ہی یار کی رخسار کا

زلف شبگون نی دل وحشی کو گھیرا ہی مرے
ہی قیامت کعبہ پر نرغہ ہوا کفار کا

کہا گیا مین صاف دہوکا یا نہین سمجھا ہی سانپ
دیکھکر عارض پہ جلوہ گیسوئ خمدار کا

چشم ساقی چوم لی کل رات مستی مین وقار
کام ہم سی عین غفلت مین ہوا ہشیار کا

کس کس بلا سی شب دل حیران دوچار تھا — ہذیان و غش کبھی کبھی درد و بخار تھا
نی وعدہ رات گھر مری آیا وہ سنگدل — تھی آہ کی کمند اثر کا شکار تھا
تاری تھی کف حباب فلک کہکشان سوار — شب جوش پر یہ دیدۂ طوفان نثار تھا
یان آہ آتشین کی زیارت لکھی تھی رات — ہنگامہ گرم ساز دل داغدار تھا
سودای چشم یار مین دل کا کہان سراغ — وحشت زدہ تھا مست تھا آہو سوار تھا
ای کاش آتی فاتحہ کو میرے قبر پر — حسرت نصیب یہ دل امیدوار تھا
در پر تھا مین کبھی کبھی دیوار و بام پر — کیا جانی کسکی آنی کا شب انتظار تھا
نکلی نہ آرزو دل حسرت پرست کی — مین تم سی ایک بوسہ کا امیدوار تھا

مٹی بھی دی نہ ہاتھ سے اپنے وقار کو
اوس بیوفا کے دلمین قیامت غبار تھا

فریاد مری سنتے ہی وہ بام پر آیا — اللہ یہ نالے مین کہان سے اثر آیا
آیینے مین عکس اوسکے جو رخ کا نظر آیا — پھبتی کہی خورشید فلک سے اوتر آیا
جب مر گئی ہم نعش پہ وہ سیمبر آیا — جانے کو گئی جان مگر کام بر آیا
جس روز سی دل اوس بت خودکام پر آیا — کیا کیا نہ ستاتا ہے مجھے اپنا بر آیا
لٹکا ہی جو گیسو کا تو بل کھاتی ہی کیون لٹ — دل جھونکا ہوا کا ہے یہ آیا جدھر آیا

پھر پہنچے اوسے پیر فلک آب تبر سے ۔ پھر نخل تمنا مین ہمارے ثمر آیا

تھی صبح شب وصل مری بھور کا پیغام ۔ وہ اوٹھے اودہر اور مجھی غش ادہر آیا

یہ شوق بڑہا ہے یہان آئے جو فرشتہ ۔ کہنے لگون دل سے کہ اری نامہ بر آیا

اوٹھتے ہی دریار سے رستہ جو گیا بھول ۔ کترا کے رہ دیر و حرم اپنے گھر آیا

ہستی مین مجھے راہ ملی ملک عدم سے ۔ جسوقت یہان بار کمر باندھکر آیا

۷ کوتاہ وقار اہنی تھی آج شب وصل ۔ ہمراہ سر شام کے وقت سحر آیا ۱۱

سے کبھی جو وہ بت رعنا نظر نہین آتا ۔ تو میری آنکھون مین کیا اشک بھر نہین آتا

کسی کو جو ہر داے نظر نہین آتا ۔ وگرنہ کون ہے جسکو ہنر نہین آتا

نہ آئے وہ شہ خوبان اگر نہین آتا ۔ مثل ہے شاہ فقیرون کی گھر نہین آتا

بڑہی ہی یاس یہانتک کہ میری بالین پر ۔ سواے گریہ کوئی چشم تر نہین آتا

مین ہون وہ تنگ خلائق کہ میری میت پر ۔ بغیر نالہ کوئے نوحہ گر نہین آتا

دو رنگیون سے زمانہ کی بسکہ نفرت ہی ۔ پسند جلوہ شام و سحر نہین آتا

نہ آئی جعد کبھی اونکی ڈہل کی ایڑی تک ۔ یہ کالا چاٹنے مٹی مگر نہین آتا

کبھی نہ میری تمناے دل ہوئی حاصل ۔ یہ نخل وہ ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا

بسے ہین آنکھون مین میرے جو گوری گوری گال ۔ نظر مین جلوہ شمس و قمر نہین آتا

خبر نہین متوجہ ہی کس طرف وہ شوخ ۔ خدنگ ناز کبھی اب ادہر نہین آتا

۸ نہین ہے طالع قاصد بین بازگشت وقار ۱۳
جو پاس اوسکے گیا لوٹ کر نہین آتا

اُلٹ چکی نی کی جب کہ نہو جام بنگ کا
ہی مجھکو پاس نہ ہد کی ناموس و ننگ کا

ای دل خیال چھوڑ بت خانہ جنگ کا
شیشہ حریف ہو نہین سکتا ہی سنگ کا

آیینہ صاف لوح زمرد کی بن گیا
ٹھہرا جو عکس ایک بت سبز رنگ کا

ای سوز ہجر دل نہ بسیجا کبھی وہان
یان شمع کو جلا گیا جلنا پتنگ کا

سوئیان جگر مین ہوی مژہ کی چوبہائیے
ہان ہو نشانہ دل ہی نگہ کی خدنگ کا

پرچھاوان سخت جانی کا میری اگر پڑے
جوہر تمہاری تیغ کا جوہر ہو سنگ کا

گراوس غزال چشم کی فرقت مین آئی نیند
دست پلنگ ہو مجھے پایہ پلنگ کا

سرمہ لگا نہ آنکھہ مین ای نور چشم ظلم
اچھا نہین ہے مورچہ خنجر مین زنگ کا

اک ایک شعر کا مری مضمون ہی چلبلا
دل مین خیال ہی جو کسی شوخ شنگ کا

شیشون مین حسن یار کا ہے جسکے روبرو
پھیکے سے پھیکا رنگ ہی اہل فرنگ کا

دیکھے نہ کوئی خلق مین مانی مری شبیہ
وہ لاغری مین چاہیے ایجاد رنگ کا

امکان سی ہی بڑہ کی جہانتک ہو ظلم کر
ہوتا ہے حوصلہ اسی سن مین اُمنگ کا

۹ ہوتی ہے پھر وقار سی جو آشتی و صلح ۶
ای خانہ جنگ ہمسی ہی پھر قصد جنگ کا

کب نہ سودا ترا ای زلف سیہ فام رہا
طائر روح نہ کس روز تہ دام رہا

وہ یہ کہتی ہین کہ ننگ آتی ہی تجھسی ملتی — تو سدا فرقۂ عشاق مین بدنام رہا
وای قسمت جو گیا اوسکی مکان تک قاصد — گر گیا راہ مین خط یا دنہ پیغام رہا
چھوڑدی اپنی تو سر پہ سہی تصدق کرکی — مجھ مین باقی نہ کچھ اے گردش ایام رہا
وصل کی شب بھی نہ تو ساتھ لپٹ کر سویا — وہی غمزہ ترا ای دشمن آرام رہا

۱۰ منتین کین تو سمانے جو مین روٹھا تو وقار ۵
خود اودھر سے ہی ملاقات کا پیغام رہا

عکس پڑتے ہی روی رنگین کا — ہوا آئینہ دست گلچین کا
چاند سے منہ کا بوسہ لون گا — پھول توڑون گا آج نسرین کا
رخ گل غازے کا نہین محتاج — کیون ہوا اوس بت کو شوق تزئین کا
رکھہ نہ اوس سے ہی امید وصل ای دل — بو بھی دے نہ پھول قالین کا

۱۱ غیرت آئینہ ہین شعر وقار ۹
خوف کسکو ہے چشم بدبین کا

شور ہے اوسکے خوش ادائی کا — سبکو سودا ہے آشنائی کا
اوسکے وعدے کا اعتبار ای دل — حسن مین جوہر ہے بیوفائی کا
نعل ہے ماہ نو ستارہ مہر — گل ہے گل اوسکی زیر پائی کا
روز دو چار خون کرتا ہے — یہ کلاوہ ترے کلائی کا
ہوگے نالے سے میرے یہ ہمسر — منہ تو دیکھے کوئی ہوائی کا

آئینے سے مقابلہ ہر دم ‏ — ہے یہ سامان خودنمائی کا

ان بتون کے اگر زبان ہوتے ‏ — دعوے کر بیٹھتے خدائی کا

آب حیرت مین آئینہ ڈوبا ‏ — روی جانان ہے اس صفائی کا

۱۲ گھر پر آیا ہوا تو روک وقار
وقت ہے بخت آزمائی کا ۶

وہان چل گیا آج فقرا کسی کا ‏ — سنے جان پہ یان کچھ نہ بگڑا کسی کا

لیا ہمنے دل دے کے بوسا کسی کا ‏ — ہوا ہے مولون پہ سودا کسی کا

وہ خود کام تم ہو کہ پروا نہین ہے ‏ — برا ہو کسے کا کہ اچھا کسی کا

اگر غنچہ چٹکا کہا بلبلون نے ‏ — یہ رسوائی کا ہے ڈھنڈورا کسی کا

مین گل کھاؤن یکدست ہاتھون سے اپنے ‏ — اگر ہتھے چڑھ جای چھلا کسی کا

۱۳ وقار اپنے دل سے مین کہتا ہون مطلب
نہ طالب کسیکا نہ شیدا کسے کا ۷

قد جو بوٹا سا کسی کا جلوہ فرمانے لگا ‏ — دیکھکر ہر نونہال باغ پتانے لگا

روبرو آتی ہی آئینے کی چھاتی پھٹ گئی ‏ — حسن بالا دست پر وہ شوخ اترانے لگا

دشت وحشت مین تری وحشی کو جب غش آگیا ‏ — دست مژگان سی کف پا غول سہلانے لگا

گنبد گردون کو تھا گردش پر اپنی گو غرور ‏ — دیکھکر چکر مری پاؤن کی چکر لانے لگا

یار جب آیا مرے گھر ہو گیا بیہوش مین ‏ — آگیا مین ہوش مین جب یار گھر جانے لگا

مین بھڑک اوٹھونگا اک دن شعلۂ خس کیطرح
استخوان وہ آتش فرقت سی سلگانی لگا

١٤ سایہ بھی دیکھا اگر ہمراہ اوسکے ای **وقار**
شک نی کچھ کا تو نہین ہونکا رشک لمسانی لگا ٥

بعد مردن ساتھ میری میر اسودا جای گا
ہڈیان سونگھے گا جو کتا وہ بورا جای گا

آنکھ جھپکائی گی نرگس چشم تیری دیکھکر
گل سے عارض کی بھی گی پھول پتا جای گا

تاڑے محفل مین اوسے دید دزدیدہ نظر
ہم ہین انسان مردمی کی ساتھ دیکھا جای گا

روی رنگین کی مقابل لالۂ داغی ہوا
پوست باغی کا چمن مین آج کھینچا جای گا

١٥ کس لیے یہ جلدیان ہین صبر کر چندی **وقار**
ہے وہ کم سن رفتہ رفتہ راہ پر آجاے گا ٧

باغ مین کیا وہ پیرہن اوترا
کیون ترا منہ سے ہے ای سمن اوترا

داغ دل سے مین پھر نہال ہوا
دل سے بلبل کے پھر چمن اوترا

جب کفن کے نئے ملے پوشاک
تب مرا جامۂ کہن اوترا

عرق جسم یار تھا کہ شہاب
ہو کے گلرنگ پیرہن اوترا

اوسکو سمجھا مین نعمت منعم
جب فلک سے غم و محن اوترا

چڑھ گئے آنکھ پر کمر اوسکی
دل سے میرے اگر دہن اوترا

١٦ یہ لگا دل **وقار** غربت مین
کہ مری یاد سے وطن اوترا ٥

مین بے وفا نہوا اور وہ با وفا نہوا | قسم خدا کی یہ ہی خاک سب ہوا نہوا
گئے جگر مین کہی دل مین گا جان مین رہا | ملا ہر ایک سی وہ بت پر ایک کا نہوا
ضعیف چشم صنم نی مجھی کیا ایسا | برنگ سایہ مین اوٹھکر کبھی کھڑا نہوا
یہ مانا آپ کی بھون ہلتی ہی ہوا بھونچال | مین کب نہ تڑپا کہ گردون پہ زلزلا نہوا

١٧ ٩
وقار نقل سے میری ہوا نہ غیر کو فیض
کہ ہڈی کہانے سے اُلو کبھی ہما نہوا

کون کہتا تہا کہ غربت مین وطن ہوجای گا | عشرت و شادی مجھی رنج و محن ہوجای گا
کاٹ سر میرا مرا ہلکا بدن ہوجای گا | کام میرا نام تیرا تیغ زن ہوجای گا
گر اوٹھی تم بیٹھ جائین گے ہزارون گھر ابہی | حشر کا ہنگامہ حال انجمن ہوجای گا
یاد بہولے گا خدا کی شیخ تجکو دیکھکر | صاف بت پتھر کا ترشا برہمن ہوجای گا
محتسب توڑی گا توبہ چشم ساقی کی حضور | دیکھکر پیمانے کو پیمان شکن ہوجای گا
گر یہی ہی گرمی بازار خال روی دوست | کم تلون کی مول سی مشک ختن ہوجای گا
وضع سادہ ہی پسند خاطر سہل آشنا | جامہ عریانے کا ہلکا پیرہن ہوجای گا
مرنے پہ بہی محو ہونے کے نہین داغ جگر | یہ نہین وہ مہر و مہ جنکو گہن ہوجای گا

١٨ ١١
حضرت تسلیم سے مجکو تلمذ ہے وقار
واجب التسلیم اب میرا سخن ہوجای گا

طفل عاشق ہی ترا بیر ہی شیدا تیرا | کون عالم مین نہین چاہنی والا تیرا

آنکھہ ڈالی نہ کہین چاہنے والا تیرا
اپنی پہچان سی گذری ہی شناسا تیرا

کونسا دل ہی کہ جسکو نہین الفت تیری
کونسا سر ہے کہ جسکو نہین سودا تیرا

ہے اگر زلف سیہ شان نزول واللیل
سورۂ شمس کی تفسیر ہے چہرا تیرا

ہے قسم تجکو لہو کی مری مہدی نہ لگا
خود بخود ہے گل روی سبدی پا تیرا

دہوپ پہان کی ہو وسان فرش کا لوگونکو گمان
جس جگہہ عکس پڑی ہی گل رعنا تیرا

گل نوخیز ہے تو بلبل بدست عون مین
عشق حصہ ہے مرا حسن ہے حصا تیرا

رخ دہن ہی ترا ای یار کمر عنقا ہے
اور اب تو ہی بتا وصف لکھون کیا تیرا

جان وایمان و دو عالم ترا بیعانہ ہے
تو وہ یوسف نہین جو مول ہو سستا تیرا

عمر بہر قید رہے خانۂ زنجیر مین ہم
سر ہے سودا نگیا زلف چلیپا تیرا

۱۹ ۹

توجو تسلیم سے استاد کا شاگرد ہوا
ای وقار اسسی ہی اس ملک مین ڈنکا تیرا

خواب مین پہر کوئی مکہڑا چاندسا دکہلا گیا
جوش کپکے آیا آتش دل کو مری بہڑکا گیا

مین گیا پیچہے تری دنیا سی تیرا کیا گیا
جو نہ کہنا ہے وہ کہتا تا ہی ہر آیا گیا

بوسہ کاکل جو مانگا تو کہا تو سر چڑہا
جب کہا کچہہ ادہر سی نے بولی کیا اترا گیا

اوسکے پستان کو جو پکڑا اپنی تو وہ ہنس پڑا
بہول پیچہی پایا بہلی بہل مری ہاتہ آگیا

اب تری بیمار ہجران کی یہ حالت ہی صنم
سانس ادہر آئی ادہر اوسکا بدن نقشا گیا

بال کی رہتی ہی پہانسی کی لیی الف دانہ
جو ہوا گیسو کا عاشق ہمین لٹکا یا گیا

نقل کرتا تہا مری وہ نی کی ہنس ہنسکر وہ شوخ
جب وہ کہا یا آئینہ مینے تو وہ شرما گیا

درد دل سی گر کراہون مین تو وہ بدخو کہی
ایسا چلاتا ہی کافر مغز میرا کہا گیا

٢٠
رات سنبل زار گیسو مین ہمارا دل وقار
ہو گیا ہم سے جدا قصہ مٹا جھگڑا گیا
٧

جانتا ہون مین خوب حال ترا
تو کہان ہے کدہر خیال ترا

متحرک الف ہی تیرا قد
نہین ممکن ہے اتصال ترا

سرو آزادے گل تر ہے
سایۂ قد بے مثال ترا

کارفرمائے تصور سے
ہجر مین بھی رہا وصال ترا

ساری عالم کے نقص ہین تجہہ مین
ہے بڑا سب سے یہ کمال ترا

دل مین کچھہ ہے زبان پر کچھہ ہے
حال کے سے ہے خلاف قال ترا

٢١
اور محبوب ڈھونڈھ ورنہ وقار
تجکو کہا جائے گا ملال ترا
٨

امتحان جب کیا ہر جانے والا بہاگا
ہان مگر ایک نہ بہایا تمہارا سا بہاگا

دل نہ تہامی سی تہما اور نہ روکی سی رکا
شب فرقت مین مجہی چہوڑ کی تنہا بہاگا

دل نی کی پہلو تہی لی گیا کروٹ وہ شوخ
ہی یہ پیچ اپنا جو کہسکا تو پرایا بہاگا

دیکہا جی بہر کی شوق دل کہو لگی آنکہین سینکین
خواب مین کبہی جو ملا یار تو ایسا بہاگا

ناتوان کیا کوئی جہیلے جو کڑی ہو بپڑے
آیا وہ حسن جوانی پہ تو سایا بہاگا

یاد آتے ہی تری ساتھ کا سونا ایجان — ہو کے بیتاب لحد سے مرا مردا بھاگا
کیا قیامت تری رفتار کا ہی چال چلن — فتنۂ حشر جسے دیکھ کر اوٹھا بھاگا

۲۲ خوب تم سے بھی وقار آج بقول استاد ۱۲
ہر جگہہ ساتھ نئے لطف کے باندھا بھاگا

غم مرا آپ اگر کھائیے گا — ابھی غمخوارون مین کہلائیے گا
یہ نہ امید تھی جب آئیے گا — غیر کو ساتھ لگا لائیے گا
کسنے کے پنجۂ مرجان کے جلا — مہندی ہاتھون پہ نہ ملوائیے گا
یہ نہو وقت نکل جاے کہین — بات رہ جائے گی رہ جائیے گا
دل کو رکھیے گا کف رنگین پہ — آگ پر پارے کو ٹھہرائیے گا
رات کے بوسون سے ہین نیلے گال — منہ پہ یارون سے نہ کھوائیے گا
سوز فرقت سے سراپا ہے ملا — شمع کے طرح نہ پگھلائیے گا
مہربان عرض کرون کل کی ن — چاند کے طرح نہ چھپ جائیے گا
کرکرا کھاؤ گے ورنہ صاحب — خاک گلیون مین نہ چھنوائیے گا
مول سے سود ہے پیارا مجکو — اپنا معشوق بھی بلوائیے گا
اب ہین کہ بیٹھون گا اینڈی بینڈی — بس زبان میری نہ کھلوائیے گا

۲۳ دل یہ کہتا ہے کہ دیوان وقار ۷
اپنا اب آپ سے چھپوائیے گا

ردیف بای موحده

هین شب غم دل و جگر بیتاب
رشک سیماب برق هر بیتاب

مضطرب جان هے جگر بیتاب
ایک مین اور ادهر اودهر بیتاب

سنگ مین تو نهو شرر بیتاب
میرے سینے مین دل هی پر بیتاب

مضطرب حال صبح سے تا شام
شام سے دل هے تا سحر بیتاب

کیا یهان ذکر مرغ بسمل کا
مجهسے بڑهکر هے وه مگر بیتاب

لکهون خط مین جو دل کی بیچینی
مثل بسمل هونا مه بر بیتاب

۲۴

مین هون مضطر و قار بستر پر
یا که پاره سے اگ پر بیتاب

۱۱

ملا لب سے مرے ابتو ذرا لب
که آئی جان هی سینے سے تا لب

نهین هے یان هوای چشمهٔ خضر
تمهارے هین مجهے آب بقا لب

جدا وه غیر سے اک روز هوگا
که لازم هے نفاق روح و قالب

لیے منه مین ادهر صحت اودهر بهی
مگر هین یار کے حب الشفا لب

نهوگا سینه تاب اے یار سینه
نه لوٹین گے کبهی لب کا مزا لب

خموشے هین ملا گو هر صدف کو
نه پایا پهر هوئے جسوقت وا لب

ابهی مقراض سے پرزی اوڑادون
جو هون حرف غرض سی آشنا لب

نهین هے چشم خونی کا تری خوف
مسیح عهد هین معجز نما لب

فلک پہ چار سو آمین کا غل ہو
ہلین میرے جو ہنگام دعا لب

جگہہ ملتے نہین حرف طرب کو
غمون سے سینہ و دل ہین لبالب

۲۵ ۵

وقار احمد دے آب گہر بھی
جو بخشے ہین صدف کی بی صدا لب

منہ لگاتی ہی تری ہی جام سی یا ہر شراب
اپنی کم ظرفی کی دکھلاتی ہی جو ہر شراب

گر نہ پی ای محتسب تو پی مگر یہ تو بتا
ڈہائی کی کیا قلعۂ اسلام چلو بہر شراب

ہی تبرک ایک بھی ساقی کا ساغر ورنہ ہم
پیتے جب بیٹھے تو پی اوٹھے گھڑی بہر بہر شراب

یہ جو کچھ ہی سو کہا ہی تمہارا دست ساقی کا مجھی
ورنہ اعلی قسم کی بدتر سی ہی بدتر شراب

۲۶ ۸

ہجر ساقی مین شکر کی ہو کہ قندی ہو وقار
مجکو کڑوی نیب کے بہتون سی ہی بڑہکر شراب

ردیف یای فارسی

رخ سی لٹ زلف کی ہٹائین آپ
تیرہ روزون کی شب گھٹائین آپ

قہر ہے تمسے منہ چھپائین آپ
ٹھنڈی آنکھون سی دل جلائین آپ

چاند سا منہ مجھے دکھائین آپ
آگ دل کے مرے بجھائین آپ

ہم سے بھی جائین گے آج اور جگہہ
گر نہین آتے ہین نہ آئین آپ

ایسے شوشے نہ پیش جائین گے
کوئی فقرہ نیا بنائین آپ

سو رہین یان خدا پہ کر کے نظر
اس مین کچھہ اور شک نہ لائین آپ

خوش نہین یہ زنانے نکٹو رسے | ناک بھون غیر پہ چڑہائین آپ

٢٧ ٩

کوئی جاکر وقار سے کہدے
کوچۂ عشق مین نجائین آپ

ردیف تای فوقانی

جب سے صبا نے سرو کو تیری سنائی بات | کہتا ہے کچھہ نہ سنتا ہی اپنی پرائی بات

شیرین زبان ہین کتنی وہ فضل الٰہی سے | میٹھی لگی ہی کڑوی بھی گر لب پہ آئی بات

پس پس کے غم سی خون ہوا گو دل حنا | سرخی پای یار کی ہرگز نہ پائی بات

اکبار بھی نہ کہہ سکا لکنت کی وجہ سے | سو بار گو کہ وصل کی ہونٹھون پہ آئی بات

نام خدا نہ جانتے تھے سات پانچ آپ | سب بول چال کی تمہین ہمنی سکھائی بات

مین نی کہا کچھہ اوس سی تو غیر ونسی کہدیا | کمسن تہا اس سی دل مین اوسکی سمائی بات

بے اختیار رونی لگا منہ چھپاکے وہ | مرنے کی میری بزم مین اوسکی جو آئی بات

اوس غنچہ لب کا کچھہ یہ دہن تنگ سا ہی تنگ | سو بات گر کہین ہین تو اک کان آئی بات

٢٨ ١٠

کوتاہ تھے وقار یہ میری شب وصال
ہم سچ ہوگئے کوئی ہوئی نہ پائی بات

عیان قد سے ہین آثار قیامت | سراپا ہین وہ اسرار قیامت

نہین کھلتا نقاب روے دلدار | نہین ڈھہتی ہے دیوار قیامت

تمہاری زلف ہے دیوان محشر | تمہارا قد ہے سرکار قیامت

بہارِ کشتگان ہے قتل گہ مین | پھلا پھولا ہے گلزار قیامت
متاعِ عدل کی سوداگری ہو | کھلے جس وقت بازار قیامت
وہ ترک آج آئی تو برسون مین آئی | کہ ہے رفتار رفتار قیامت
ازل سے ہے ملاحت کا تری عشق | قدیمی ہون نمکخوار قیامت
ہجومِ خلق سے ہے کوچہ مین اوسکی | مگر ہے آج دربار قیامت
تماشا تیری مقتل کا جو دیکھے | کرے منکر بھی اقرار قیامت

۲۹
وقار اب تم لکھو یہ مصرع طرح
قیامت ہی غمزہ ادار قیامت
۷

ردیف تای ہندی

سنِ تیغ سی سوتا ہون ایک ہی کروٹ | دوئی سمجھتا ہون لینا مین دوسری کروٹ
شبِ فراق یہ دل کی تڑپ کی گھٹ گھٹ کے | نہ آئی نیند اوسی تا سحر کسی کروٹ
جو ساتھ سوتا تو ملزم تھا بخت برگشتہ | نہیں ہی شکوہ اگر اوسنی پھیر لی کروٹ
ضعیف غم مین تنی ہی اسقدر رہی قوت | ہوا اودکا جدہر میری پھیر دی کروٹ
لپٹ کے سوئی گا وہ خطِ توامان کیطرح | مزا زمانہ اگر لے گیا کبھی کروٹ
یہ مین وہ نہین ہون کہ ہونی دون اوسکی ہٹ کے پرے | پھری جدہر سے سولاؤن اوسی اوسی کروٹ

۳۰
وقار اور بھی پہلو ہی رات تھوڑی ہی
نرکھو شاہد معنی کو تم اسی کروٹ
۵

ردیف ثای مثلثہ

وصل کا آپ نی پہلی کیا اقرار عبث | بعد اقرار کی ای یار ہی انکار عبث
کیا نہ تھا پھیلنے کو سبزۂ عارض کافی | رکھا زخمون پہ مری مرہم زنگار عبث
خلق بی موت موئی ابرو مژگان پہ تری | ہاتہ مین لی ہی چھری باندھی ہی تلوار عبث
پیشتر پیس چکی چشم کی تیری گردش | اب مجھی روندتی ہی شوخی رفتار عبث

٣١ — ٥
کیا پڑی ایسی کسی کو جو سنی کوئی وقار
طوق کا شور عبث بیڑی کی جھنکار عبث

ردیف جیم تازی

جسدن سی صاف مجھسی ہوا یار کا مزاج | بگڑا ہوا ہے چرخ ستمگار کا مزاج
سرمہ کیا جو ترک ملک رہوئی وہ چشم | پرہیز سے بگڑ گیا بیمار کا مزاج
کاوش طلب ہے پای مری پا کی آبلے | ملتا نہین ہی دشت مین ہر خار کا مزاج
ای یار یاد رکھ کہ نہین دل مین تاب ضبط | ہی فرض پوچھنا مجھے اغیار مزاج

٣٢ — ٥
اپنے مزاج خوش کی سناؤ نوید تم
پوچھو وقار سے نہ گنہگار کا مزاج

ردیف جیم فارسی

بیکار محض قتل مین تیرا ہی یار سوچ | سرافگنون کو ہو نہ دم کارزار سوچ
نکلے نہ کام رونی سی اے دل حزین | ہمنے کہا تھا پہلے ہی انجام کار سوچ

اوبھا اگر ہے وہ گل تر خار خشک سہی
ای دل شتاب تو بھی کوئی گلعذار سوچ

ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہی نصیب مین
سنے فائدہ ہی کوئی کری ہزار سوچ

٣٣ — ٧

خامہ اوٹھایا اور غزل لکھدی ای وقار
ہمکو نہین پسند ہی یہ بار بار سوچ

قشقہ پیشانی پہ تو ای بت بی پیر نہ کھینچ
ایک قلم خط ستم بر خط تقدیر نہ کھینچ

دل بیتاب کے تسکین تو ہونی دی ذرا
میری پہلو سی کماندار ابھی تیر نہ کھینچ

صدمہ پونہچی نہ کلائی کو کہین ای قاتل
دست نازک ہی ترا زور سی شمشیر نہ کھینچ

آتش رشک سی جل جائی گا پروانہ ابھی
بزم مین منہ سی بان شمع کی گلگیر نہ کھینچ

کھینچ گردن مین نہ بیمار کی بھاری زنجیر
نرگسین چشم مین تو سرمہ کی تحریر نہ کھینچ

دور کھنچنا ہی تو عشاق سی کچھ ہی ہانی
دشمنی ہی جو جلی اوس شوخ کی تصویر نہ کھینچ

نگہ تیز نہو جب کھینچی ابرو ای ترک
اس کمان مین تو خدا کی لیی تیر نہ کھینچ

٣٤ — ٨

جل نہ جائین کہین حسرت گاہ سماوات وقار
آہ پر سوز خدارا دم تقریر نہ کھینچ

ردیف حای حطی

ساقی شتاب ہی مجھی جام شراب صبح
گردش مین آگیا قدح آفتاب صبح

ہی تشنگی سی مری ای آفتاب رو
خورشید کی وجود سی ہی آب و تاب صبح

پاتی کوئی حسین رخ آگے تری فروغ
چمکی نہ ہیش مہر کبھی ماہتاب صبح

تنویر آفتاب کی داغ جگر مین ہے ہے صبح خندہ چاک گریبان جواب صبح
اوس صبح رخ کو شام کی پڑی مین دیکھکر کی اصطلاح زلف کی ہمنی نقاب صبح
موی بدن سفید ہوئی چونک آنکھہ کھول اچھا نہیں ہے ایدل بیہوش خواب صبح
آئینی مین نہ چوم رخ پر عرق کا عکس ای مایۂ حیات ہی ممنوع آب صبح

٣٥ سچ ہی وقار حضرت کشفی کا یہ سخن
چون گل شگفت غنچۂ دل از سحاب صبح ١٦

کسے کا ہے مجھپر عتاب اسطرح خدا کا نہو گا عذاب اسطرح
سب کھے ساتھ نالی کی روئین جو ہم نہ گرجے نہ برسے سحاب اسطرح
ہوا نے تمہارے کیا گرد باد ہوئے میرے مٹی خراب اسطرح
گل ترکا تختہ ہر اک صفحہ ہو بھرون وصف رخ سی کتاب اسطرح
تکلف کو تکلیف بس دی چکے ستم وصل مین ہے حجاب اسطرح
کمر بال سے پتلی بل کھای گے ندو موے گیسو کو تاب اسطرح
شب وصل چونکے نہ تا صبح ہم سر شام سے آیا خواب اسطرح
مژہ سے ٹپکتے رہین اشک شور کرون اپنے دل کو کباب اسطرح
پڑی چھینٹ خون کی نہ جلاد پہ رہا ضبط مین اضطراب اسطرح
اگر دیکھتا داغ دل سے کے مرے چمکتا نہ پھر آفتاب اسطرح
جو تیرے پسینے مین نکہت ہی یار نہ خوشبو ہو عطر گلاب اسطرح

مثال آینہ کے جو ہو رو برو
چڑھا اوسکے منہ پر نقاب اسطرح

لونڈھے ساغر عمر گردن ڈھلے
پلا آج ساقی شراب اسطرح

لکھا زلف کو روز عارض کو شب
ہو عقل کا انقلاب اسطرح

قمر تیرے جالی کا شبکہ تھا شب
ہوا رخ سے روشن نقاب اسطرح

۳۶ کہو آج حضرت سے چل کر وقار
کہ لکھتے ہیں صاحب جواب اسطرح ۱۲

ناتوان عشق کمر ہین ہی بدن مو کی طرح
یاد گیسو میں پریشان ہوئی گیسو طرح

رنگ و بو گل میں نہیں ہی تری عارض کا سا
ہی خم و خم سر میں کبھی قد دو جو کیطرح

کیا کسی کا کل مشکین کا بساہی جلوہ
آنکھ جو کھلتی نہیں نافہ آہو کی طرح

ہمسری تجھسی کرے جو سہی بالا ای گل
پا بگل اشک سہی ہو سر و لب جو کیطرح

تیر میں نوک نہیں آتی ہی مژگان کیسی
تیغ میں بھی خم و برش نہیں ابرو کیطرح

ای اجنبشے کہ اوس خنجر کا سر گوندہا ہے
چاک سینہ ہو مگر شانہ گیسو کیطرح

باز اگر دیکھے کماندار ہی چشم قاتل
سہم کر پڑے شاہین ترازو کیطرح

یار کے چشم سخنگو کی یہ جوزونی ہے
ہین چھدی دل میں مژہ تیر ترازو کیطرح

تیغ بھی آنکی منہ پہ کبھی رک جاتی ہی
سخت دل وہ بھی نہیں آپ سے بی رو کیطرح

جب میں کرتا ہون قلم وصف تری بالونکا
سطر پیچیدہ نظر آتی ہے گیسو کیطرح

نول کر باز نظر میں تری چشم خونریز
گر گیا خاک پہ شاہین ترازو کی طرح

۳۷ چمن ہر میں ہے کون رسا مجسا وقار
دی دماغوں میں گل نداموں نے جا بو کی طرح ۵

ردیف خاء

روتی ہے کیوں تو مژۂ اشکبار سرخ
ہوتی ہے بیشتر کہ ابر بہار سرخ

گیسو کہ جی کا رتبہ ہے چہرہ کو تم کمال
مار سیہ یاد ہو وہ زہر دار سرخ

رویا جو یاد کر کے تری رخ کو دشت میں
گل سی ہی پھٹکی ہو گیا ہر اک خار سرخ

سرخی چشم و دست رخ و لب سے یار کی
ٹوٹا جو گل کا رنگ تو کم نکلا چار سرخ

۳۸ نیرنگیاں وہ تار ہیں حسن و عشق کی
چہرہ ہمارا زرد ہے اور روی یار سرخ ۸

ردیف دال مہملہ

خیال یار میں ہے چشم تر بند
مگر ہے چاہ میں یوسف نظر بند

بلا ہے خال روی یار کیونکر
نہ رکھوں زاغ کی آگے جگر بند

نہیں سنتا ہے وہ نالی ہمارے
دعا کا ہو گیا باب اثر بند

ہوا مکتوب جب اوسکو لکھا خط
ہزاروں ہیں جو تیری نامہ بر بند

جو ہو گا بند در پہاندونگا دیوار
ترا گھر ہے نہیں ہے حصن در بند

یہ کیا اسرار ہے کہتا ہے قاصد
لفافہ پیشتر لکھنے سی کر بند

مچایا غل ہے پچھلے سی شب وصل
زباں کرتا نہیں مرغ سحر بند

۳۹ وفا اسمین تڑپ دل کے لکھے سے
نہین ہی خط مگر ہی مرغ پر بند ۱۲

اس وجہ سی ہوا دہن دلستان پسند
ہون نام نی نشانی کا ہی لامکان پسند

عاشق پسند تو ہی قمر آسمان پسند
سچ ہی کہ اپنی اپنی ہی یحبان جان پسند

یکرنگی کو نہین ہی مری این وآن پسند
ہی خار وگل پسند بہار وخزان پسند

سودای زلف یار نی کافر کیا سے مجھے
ساری جہان سی ہی مجھی ہندوستان پسند

ناز اوسکا ہی چلین تو نیاز اپنا ہی طریق
وہ ہی وہان پسند تو یہ ہی یہان پسند

داخل کرون نہ ہیچمدانون مین آپ کو
کیون وہ کمر پسند ہو کیون وہ دہان پسند

سہل الحصول گر کوئی گل ہی تو خار ہی
واقع ہوئی ہی اپنی طبیعت گران پسند

جاتا نہ خون حیات مین خنجر نی یار کی
سگ نی ہی بعد مرگ نہ کین ہڈیان پسند

ہر وقت پیش یار مرا بول بالا ہے
نغمہ مرا پسند ہی میری فغان پسند

کرتا ہی آسمان نئی چالون سی پایمال
آتی نہین ہین ہمکو یہ اٹکھیلیان پسند

شوخی وناز وعشوہ وغمزہ کا ذکر کیا
بھڑکی تری پسند تری گالیان پسند

۴۰ اب شاعران حال مین اوس شوخ کو وقار
میری زبان پسند ہی میرا بیان پسند ۵

ردیف دال ہندی

تمہین اپنی صورت پر اتنا گھمنڈ
خدا کو نہین خوش کسی کا گھمنڈ

یہ اک چھاؤن ہی چلتی پھرتی ہوئی
پھر اس دولت حسن پہ کیا گھمنڈ

ترا زلف و گیسو پہ غرا غلط
ترا چشم و عارض پہ بیجا گھمنڈ

سمجھ حسن عارض کو تو عارضے
نکر عارضے پر خدارا گھمنڈ

۴۱ — ۵

تکبر خدا کو ہے لائق وقار
اوسی کو سزاوار و زیبا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

برای نام تو دیکھے ہزار کے تعویذ
ندیکھے ایسے کہ جیسے ہین یار کی تعویذ

پس وفات بھی آفت ہی کچھہ نکھتہ خاک
کھلا یہ راز جو دیکھے مزار کے تعویذ

چمک نے عقد ثریا کی یاد دلوائی
شب الم مین ثریا نثار کے تعویذ

پلا یا دھو کے نہ تعویذ اوسکی ہیکل کا
تپ فراق مین گھولی بخار کی تعویذ

۴۲ — ۷

یہ خوب نقش ہی اغیار و یار کے دل پر
کہ دونون پہ چلتے ہوئی ہین وقار کی تعویذ

ردیف رای مہملہ

غیرت گلزار ہی چاک گریبان کی بہار
کوچۂ زخم جگر مین ہی خیابان کی بہار

تیغ میری قتل کو موج تبسم بن گئے
چاک دل کو کر گئی لبہای خندان کی بہار

غنچۂ و گل سنبل و ریحان یہ لاتی ہی خزان
عارض و خط و دہان زلف پیچان کی بہار

شمع کا ہوتا نہیں فانوس مین شعلہ نہان
کس طرح زائل ہو خط سی ہی تابان کی بہار

لعل پیکانی نہین لیتی ہین وہ کوڑی کی مول — خون عاشق سی ہوئی یہ اونکی پیکان کی بہا

عشوہ پیچان کی کہلائی پہول آب تیغ نی — کب رگون پر جسم کی ہی زخم خندان کی بہا

۴۳ وہ گل مضمون کہلی ہین وصف مین اک حور کی

باغ جنت سی وقار افزون ہی دیوان کی بہا ۱۱

جبکہ کہونسا سا لگا چہاتی پہ جوڑا دیکھکر — کیا ہمیشہ تونگا مین اون بالون کو بکہرا دیکھکر

ختم ہی عالم فریبی حسن پر تیری صنم — گل کا بدلا رنگ بلبل کو غش آیا دیکھکر

میری ہوتی غیر کو گردن نہ مارو بیان من — صرف الفت کیجیی اپنا پرایا دیکھکر

توڑتا ہی صادم کوئی پاون کی کوئی بیڑیان — [illegible] کی ہاتہ مین سونی کا توڑا دیکھکر

بیٹہ سون مین انکلی ابروون کی پیہ — مصرع برجستہ سوجہا قد بالا دیکھکر

دلکو پہلو ہی جنس الفت کی خریدا یکا شوق — حسن کو آفت گری مین کارفرما دیکھکر

موتیون گوندہی دچوٹی کہکشان لوای یاد — یاد جہومر ہو مجہی عقد ثریا دیکھکر

تہرتہرائی شمع ساق سوی جانان کی حضور — غش ہوا پروانہ عارض کا تجلا دیکھکر

کیا نئی سوجہی ہی ہیبتی آگ سیماب کی — عارض گلرنگ اوسکی پسینا دیکھکر

کہ شب فرقت کا غم گاہی نشاط روز وصل — عقل حیران ہی مری نیرنگ دنیا دیکھکر

۴۴ رہ گیا پاس ادب اوٹہ کی ہاتہ اپنا وقار

ورنہ تہا کیا ہر دل مین اوسکا تہنا دیکھکر ۱۱

... رات یا ... ہاری ... پلنگ پہ — تاصبح ہو وی زلف سنواری پلنگ پر

ای جان ہم ہون گور کناری پلنگ پر
تن تنگی غیر بیٹھین تمہاری پلنگ پر

بیٹھا ہی پاس وہ تو سمیٹی ہوئی بدن
لیٹا نہ کھل کی شرم کی ماری پلنگ پر

دامن مین لاغری کی چھپایا تھا ملا نہ مین
ہر چند ڈھونڈھا مرگ نی ساری پلنگ پر

اوس ہی کہا کہ آج یہین سو رہو کہا
کیا کون ہی ہم جو سوئین تمہاری پلنگ پر

گردش مین ہین یہ میری ستاری کہ آبکی
افشان کے ذری اوڑتی ہین پیاری پلنگ پر

اگر تم نہین ہو پاس تو ای مایۂ حیات
پھبتی جنازی کی ہی ہماری پلنگ پر

کب حوض چشم مین نہین پانی کمر کمر
کب چھوٹتی نہین ہین ہزاری پلنگ پر

اوڑتی وہان پلنگ پہ افشانکی پھرتی ہین
آہون کی ہین یہان ہی شراری پلنگ پر

رہتی سے ضد یار کہ رہتی ہی اپنی ہٹ
ہوتی ہین آج واری نیاری پلنگ پر

۴۵ کس دن نگاہ دامن گلچین نہین وقار
کس شب نہین ہین رخ کی نظاری پلنگ پر ۹

لب نگین کے باتین ہین بجا لعل بدخشان پر
حنائی دست کی ہی بست ابر دوست جان پر

جبین ہی جوٹ کی افشان جب رخسار جانان پر
کہی ٹیکوی کی پھبتی جگنو ونکی مہتابان پر

تمہاری قید گیسو سی ہی پر ہی نہیں چھوٹی ہم
بسیرا طائر جان نی کیا دیوار زندان پر

رخ و ابرو و خال و زلف کا مضمون جب ڈھونڈھا
نظر پونہچی مہ و سنبلہ خورشید و کیوان پر

نہ سمجھا زندہ و مردہ مین اصلا فرق عزرائیل
نوازش اسقدر کی ناتوانی نی مری جان پر

یقین ہی فتنہ رفتہ شہر بسین جائیگا ای صاحب
کمر سوائیون نی خط کی باندہی ہی بیابان پر

نیائی آبداری بوند بھر بھی دُرِّ غلطان نے
مگر غصہ سے کٹر کٹر دانت پیسی اوسکی دندان پر

اونہین کیا فکر میری اغمہای دل کی مرہم کے
یہ چڑھاتا چادر گل کون ہی گور غریبان پر

۴۶ **وقار** اصلاح میری حال کی تسلیم کرتی ہین
سدا چھایا رہا ابر سیہ میری گلستان پر ۸

دوڑتا ہی دل مرا یون موی زلف یار پر
جس طرح چڑھتا ہی نٹ بندیا کی کچی تار پر

جلوہ تعویذون کا یون ہی لف عنبر بار پر
طائرونکا غول اوڑتا جسطرح ہو مار پر

وقت گریہ چاہیی ومال مژگان پر مری
ڈالتی ہین پہیتی برسات مین دیوار پر

یہ رچا ہی زہر رگ رگ مین تمہاری لف کا
کاٹتے ہی پھالا پڑ جائی زبان مار پر

پہنکتی ہی اک پھیری مار کر پر عندلیب
لاف ہمرنگی جو ماری گل تری رخسار پر

پشت پر آیینہ کی تصویر طوطی دیکھہ کر
سبزہ کا کھایا ہی دہوکا یار کی رخسار پر

دیکھکر وہ گوری گوری سینہ پر بہٹنی سیاہ
ہنسکے کھتے ہین کھلا سوسن کا غنچہ نار پر

۱۷ کون ہی جسنی مرا لوہا نہین مانا **وقار**
سر مین کاٹون گا کسی کی خنجر خونخوار پر ۷

آج بیٹھی ہین وہ پہلو مین سنبھالی خنجر
حیف ہی دل کی نہ ارمان نکالی خنجر

ہاتہ مین رہتا ہی ہر وقت جو اوس گلرو کی
دیکھی اور نہ کچھہ شاخ نکالی خنجر

بل بی جوش ہوس اللہ ری الفت کا شوق
چاہتا دل ہی کہ سینی مین چھپا لی خنجر

خوف کیا ہی نظر ابرو و مژگان کا تری
ہمتو کھایا کئی ہین چھریان بھالی خنجر

گر گلی سی ملی شمشیر تری ای قاتل | دل بیتاب بھی آنکھون سی اوٹھالی خنجر
رگ و پی جسم کی میری کوئی باقی نرہی | دل کی اچھی طرح تو توڑ لی چھلے خنجر

۴۸
آسمان کو یہ ہی ضد قتل اگر چاہون وقار
دست قاتل مین نہین دی کی گلے خنجر
۵

ردیف رای ہندی

ای ترک وزر و زر کا جھوٹا بہانہ چھوڑ | ورنہ مری گلی کا تو تسمہ لگا نہ چھوڑ
گلچین کے ساتھ ساتھ ہی صیاد بلبلو | بگڑی ہوا ای باغ ہی دو آشیانہ چھوڑ
قسمت کا جو لکھا ہی وہ گھر بیٹھی آیگا | چڑیون کی طرح دی تو کوئی فکر دانہ چھوڑ
قارون تو لی گیا مگر اس عہد کی بخیل | جائین کی اپنا اپنا یہین سب خزانہ چھوڑ

۴۹
یہ اچھی شکل والی بری ہین نہ مل وقار
مختار تو ہے کہ چکے ہم چھوڑ یا نہ چھوڑ
۶

ردیف زای معجمہ

ایجاد کئی اوسنے وہ انداز پر انداز | استاد بھی فتنہ کا ہو شاگرد ہر انداز
رخنہ سی در انداز کی ہین روزن در بند | گھر کی خبر ابتک نہین او خانہ بر انداز
ہونا ہی مجھی گرمی رفتار سی اوسکی | جو چلنی مین ملا ہی برنگ شرر انداز
سو بار چڑھی ہی چرخ پہ ہاروتی سی ہرہ | تیر اسا نہ پائی گی کبھی فتنہ گر انداز
تاکا تری مژگان نی جسی وہ رسی مارا | ایسا نظر آتا نہین کوئی قدر انداز

۵۰ مژگان ہی چھری تیر نظر نیزہ ہی قامت
ابرو ہے وقار اوسکی مگر تیغ سرانداز ۵

ردیف سین مہملہ

بہت پڑی ہی بہار ابکے برس
مست ہین بادہ خوار ابکے برس

ہے بلا کے طرح خیال زلف
میرے سر پر سوار ابکے برس

برق سمجھے رہے کہ ہے خود سر
نالہ شعلہ بار ابکے برس

آتے ہین ہیڑیان بنانے کو
چار سو سے لوہار ابکے برس

۵۱ اس کا ہوگا فسانہ اگلے سال
یہ جو کچھ ہے وقار ابکے برس ۹

ردیف شین معجمہ

درد کو یکسر مری سر کی تلاش
اور سر کو ہے تو پتھر کی تلاش

جسطرح مجھکو شراب ناب کی
شیخ کو ہے آب کوثر کی تلاش

بس ہے اک تیر انداز آپ کا
طائر جان کو ہے شہپر کی تلاش

یا مژگان مین چھرے کی جستجو
یا دابرو مین ہے خنجر کی تلاش

خاک کو ہی یار پر دل لوٹ ہے
کون ہی جسکو ہے بستر کی تلاش

جز کفن پایا فرشتون نے نہ خاک
گو بہت کی جسم لاغر کی تلاش

کوچہ جانان مین دل پونہچائے گا
ہم نہین کرنے کی رہبر کی تلاش

مست یاد چشم ساقی نے کیا
جست و جو می کی نہ ساغر کی تلاش

۵۱ وصف گیسو خط مین لکہا ہے وقار
مجکو ہے کالے کبوتر کی تلاش ۵

ردیف صاد مہملہ

مین آشنای زنہ مین مبتلای حرص
باندہی ہین توڑ توڑ کی امن مین حرص

قارون کی مرگ سی یہ معما ہوا ہی حل
جی لی کی جائیگا مرض لا دوای حرص

مو تو نے لف پہانسنا کرتی نہین اسے
کالی بلا کی سر پہ چڑہی ہی بلای حرص

زاغ کمان کو تیر کا ہرگز نہین ہی سہم
نے کہٹکے چین کرتی ہین نا آشنای حرص

۵۳ زر گر گیا تو چاک جگر گل کا ہو گیا
المختصر وقار یہ ہے انتہای حرص ۷

ردیف ضاد معجمہ

ہی عاشقون کو وادی پر خار سی غرض
ہرگز نہین ہی خلد کی گلزار سی غرض

وحشت پسند کو تری مطلب ہے دشت سے
رکہتا ہی گہر کی کام نہ بازار سی غرض

بی کہٹکی آؤ جاؤ اندہیری اوجالی مین
کیا غیر کی ہی آپ کو گہنار سی غرض

زنار و سبحہ کو مین سمجہتا ہون پیچ و پوچ
اٹکی نہین ہی کافر و دیندار سی غرض

سنبل پہ آنکہہ پڑتی نہین ہی نہ سرو پہ
ہی تیری قد و کاکل خمدار سی غرض

مسجد الگ بنائین گی ہم ڈیڑہ اینٹ کی
رکہین گی یار اپنی سروکار سی غرض

۵۴ عاشق ہون جیسے ابروِ خمدار پہ وقار
رگ رگ گلی کی رکھتی ہی تلوار سی غرض ۷

جوبنون پر ہی تری یار بہار عارض
ماہ قربان ہی خورشید نثار عارض

سایہ جبین ابرِ سیہ زلف رسا کا تیری
طور کی شمع بھی آئینہ دار عارض

لیل گیسو تری بہائی ہی سیہ بختی کو
طبعِ روشن کو پسند آیا نہار عارض

خال سرمہ گانہ پونہچای کا کیا کیا صدمہ
دیکھہ ایجان جہان تنگ ہی بار عارض

جلوۂ طور سے روپوش ہوا نظارہ
خاک پھر آنکھہ ہو موسی کی دوچار عارض

ماہ مین تیری جبین کی خنکی کا جلوہ
مہر محشر مین ہی کچھہ رنگ بخار عارض

۵۵ معتبر سادہ ورق لکھنی سی ہوتا ہی وقار
خط نوخیز ہوا وجہ وقارِ عارض ۷

ردیف طای

خونِ قاصد سے گو کہ لکھا خط
آیا تو ترکِ بیوفا کا خط

کوئی دنیا مین پڑہ نہین سکتا
خطِ تقدیر سے ہمارا خط

جبکہ لکھکر زمین پر پھینکا
مرغ بسمل کی طرح تڑپا خط

فقرہ کسکا چلا نہ کوئی لفظ
اوسنی لکھوا کے ایسا بھیجا خط

غیر کے نام کا لکھا تیرا
سر رہ آج ہمنے پایا خط

بارِ غم کے جو لکھے تھے مضمون
نامہ بر سے اوٹھا نہ میرا خط

۵۶ شکر خالق کی مین کرون سجدے
ای وقار اونکا آج آیا خط ۹

کیون نہ اچھا ہو دلربا کا خط
ہے لکھا دست کبریا کا خط

ہوگیا دیکھکر مجھے سودا
اوس پری کا تھا کس بلا کا خط

بولے پڑھکر لفافہ کو میرے
یہ نہین میرے آشنا کا خط

لاجوردی ہے صاد پر ہالہ
چشم مین کب ہے توتیا کا خط

مانگ خط استوا ہے ترے
مہ و خرشید کفش پا کا خط

سخت کافر ہی وہ بت عیار
نہ پڑھے بندۂ خدا کا خط

عجز و منت کو پڑھ کے بولے وہ
نہین آتا ہے خوش ریا کا خط

وہ منڈاتے نہین خط عارض
ہین مٹاتے مگر خدا کا خط

۵۷ کیون تڑپتے ہو تم وقار اوٹھو
لو مبارک ہو دلربا کا خط ۷

ردیف ظای منقوطہ

نہ میزبان ہے یہان خوش نہ میہمان محظوظ
مگر ہی ظلم رسانی سی آسمان محظوظ

شبانہ روز مچاتے ہین بین معاذ ہد
نہ طوق شادہی مجھسی نہ بڑیان محظوظ

یہ سچ گئی مری رگ رگ مین تلخکامی ہجر
ہوا نہ کھا کی سگ یار ہڈیان محظوظ

ہوا یہ بگڑی ہی ان وزون ملک معنی کے
نہ نکتہ ور کوئی خوش ہی نہ نکتہ دان محظوظ

مین چھوٹی مونہ سے کہون کیا بڑائی خالق کے
ہوئی وہ سنکی مری غم کی داستان محظوظ

نہ یہان ہی رنج معیشت نہ وہان ہی دی گناہ
نہ کوئی شاد یہان ہی نہ ہی وہان محظوظ

(۵۸) (۵)

تری کرم سی ہزارون وقار ہین شادان
تو رہیو فضل اسکے سے جاودان محظوظ

ردیف عین مہملہ

روشن بھی میری قبر پہ گر ہون ہزار شمع
بخت سیاہ گل کری گل ایک بار شمع

جلنا جو تھا نصیب مین من بی کی بعد بہی
چربی سی میری ڈھالتی ہین غمگسار شمع

ہر گز نپائی گی تری رخ کی سی روشنی
لیکر چراغ خلق مین ڈھونڈھی ہزار شمع

کیا ہو کسی حسین کو تری روبرو فروغ
سورج کی آگی جلتی ہین زینہار شمع

(۵۹) (۵)

دو پھول بھی وقار چڑھائے نہ ایکبار
پھر لائی خاک قبر پہ وہ گلعذار شمع

ردیف غین منقوطہ

بادۂ الفت نے ساقی کی کیا ہی تر دماغ
کیون نہو مجھ رند کا عرش معلی پر دماغ

پتی پتی پر ہی جلوہ گلشن فردوس کا
باغبان کا ہو سمر گل مین ملی کیونکر دماغ

ہم نہ کہتی تھی بہار ہی ہیل گل کی کان مین
شور سی خالی نکرائی بلبل مضطر دماغ

سرکشی کرتی ہین شل نخل بی بر خشک دست
گاوریش اکثر ہوئی نوکیسگی سی خر دماغ

(۶۰) (۵)

زور وزر ہی فضل رب ہی ساتھ اپنی ای وقار
ہمسے کر سکتی نہین کوئی پری پیکر دماغ

ردیف فا

میل دل کا جو ہوا اوس قد بالا کیطرف
آنکھ اوٹھا کر بھی دیکھا کبھی طوبی کیطرف

ہی یہی لطف کہ صحبت ہی ہمجنس نہین
ہم ہون یوسف کیطرف تم ہو زلیخا کیطرف

چھوڑکر الفت رخ زلف سی سودا کیجے
دل مین ہی جائی کعبی سی کلیسا کیطرف

شہر مین جی نہین لگتا ہی اب اوس وحشت دل
کھینچکر تو مجھی لیچل کسی صحرا کیطرف

(٦١) کاوش اس مرتبہ ہے خار بیابان کو وقار
گرم پڑتے ہے نظر آبلۂ پا کیطرف (٥)

ردیف قاف

ہمتو کرنی کی نہین سبحہ و زنار مین فرق
اک ذرا سا بھی تو دونو نکی نہین تار مین فرق

کار فرما کی وہ محتاج یہ خود کار گذار
اتنا ہی ابرو و شمشیر ستمگار مین فرق

کسطرح یار تجھی دون مین یہی ہی تشبیہ
ہی بہت سی بھی بہشت رین اور نار مین فرق

کیون سمجھتا وہ رقیبون کی برابر مجھکو
کچھ نہ بھی آتا جو نظر اوسکو گل و خار مین فرق

(٦٢) اسقدر طرز پر استاد کے کر مشق وقار
نام کو بھی ہی شاگردی کا اشعار مین فرق (٧)

ردیف کاف

لب بھی آنی نہین دیتا ہی وہ کافر لب تک
یونہی جینا ہو گیا معلوم مجھی مطلب تک

کہتی ہو آنی کو کل صبح کی آؤگی ضرور
آج جلینی کی علامت نہین میری شب تک

سیب سے لکھا ہوا اسفعی کا برا ہوتا ہی
زلف آئی ندوای جان جہان غبغب تک

گر جلا دی مردی کو تو عیسی کی طرح | شہرہ ہو جای ابھی شرق سی لی مغرب تک
ایک دن یہ کروں گا میں زبردستی سے | بیٹھ جائے گا ترا یار بہانہ کب تک
جبکہ تہذیب سے سگ کو بھی ادب کہتا نہیں | نسبت غیر بھلا تو مری آتا لب تک

٦٣ ٥
ایک دو شعر بھی ہر روز جو ہم کہتے وقار
کئی دیوان چھپے ہوتی ہماری اب تک

ردیف کاف فارسی

جسم اوسکا ہی صفائی میں صنع خدا کا رنگ | کس طرح دست و پا پہ جمی کا حنا کا رنگ
اپنی ہی موی جسم پہ ہو کا ہی سانپ کا | آنکھوں میں چھا رہا ہی جو زلف دوتا کا رنگ
ہی دل میں آشیانہ ہما اسی واسطے اٹھائی | بگڑا ہے باغ دہر کی ابتو ہوا کا رنگ
سر اپنا اپنے ہاتھ سی کاٹا ہانے سنے | لایا گلال ابرو پہ اونکی بلا کا رنگ

٦٤ ٦
نقشا مرا جو باغ سخن میں جما وقار
اوکھڑی ہوا نسیم کی بگڑا صبا کا رنگ

ردیف لام

مدت میں کھتا چڑھاؤ قبر پر نرگس کے پھول | لیکن اپنے ہاتھ سی تم چاہو صاحب جسکے پھول
عکس پڑ جائی اگر تیری سنہری رنگ کا | پھول سونے کی بنیں جو ہیں اسیر میں مس کی پھول
کسکو ہیں درماندگان خلق کی غمخواریاں | قبر پر لاتا نہیں کوئی کبھی مفلس کی پھول
کہدیا ہمنی ہوا خواہی سی تم مختار رہو | جان جان لیتی نہیں ہیں یہ سی جس تسکی پھول

گلنگ سوسن داغ بر دل لالہ نرگس چشم بند | تیری آگی اب جمائین رنگ اپنا کسکی پہول

۶۵ پہول اوس گل نی لیا جب ہاتہ سی میری وقار
مر گئی اعدا مگر تہی اونکی حق مین بس کی پہول ۱۵

ردیف میم

باغ مین جب سیر کو جاتے ہو تم | بلبل و قمری کو لڑواتے ہو تم
غیر کو خط مجھسے لکھواتے ہو تم | نقش میرا مجھسے مٹواتے ہو تم
درد و غم ہوتے ہین اکثر ہمنشین | میرے پہلو سے جدا اوٹھ جاتے ہو تم
آج کو چھپتے ہو مجھسے چھپ رہو | حشر کو دیکھون کہان جاتے ہو تم
تم یہان آو نہ ہم جائین وہان | پھر یہ کیا غمزہ کہ دہمکاتے ہو تم
جسم و جان کے کلہڑی اچھی نہین | وصل مین بھی یار شرماتے ہو تم
جور کرنے کے نہین میری وفا | قتل کے کیون بعد پچتاتے ہو تم
آج پھر گوندھتے ہی جعد عنبرین | دل کو پھر گیسو مین اولجہاتے ہو تم
دیکھنا ہے کب تلک مثل نظر | چھپ کر آنکھون ہی کدر جاتے ہو تم
بخت ہو تقدیر ہو جو پہر گئے | موت ہو جو یان نہین آتے ہو تم
ہے عوض جلوت کے خلوت مین حیا | دل مرا پردے مین تڑپاتے ہو تم
غیر سے ہنسکر رولاتے ہو ہمین | قہر کرتے ہو ستم ڈہاتے ہو تم
خرمن ہستی کے پھر پیچھے پڑے | بجلیان پہر آج چمکاتے ہو تم

سرمہ ہو جاتے ہین پیس پیس کر گہر — جب چمک دندان کی دکھلاتے ہو تم

۶۹ بات آہستہ بہی گر کہیے وقار
تو وہ کہتا ہے کہ چلاتے ہو تم ۱۰

جب شب ہجران مین سو جاتی ہین ہم — لے کے اونکا نام برّاتے ہین ہم
اپنے نازک دل سے ہم دب جاتی ہین ہم — ورنہ خاطر مین کسی لاتے ہین ہم
دل لگے دم پر جو کچھ ہو جاتے ہین ہم — پھر جو کہتا ہے بجا لاتے ہین ہم
پھول سے عارض کی ہی دل مین ہوا — پھر ہوا گلزار کی کھاتے ہین ہم
[illegible] کی تندی چڑھی — در سے اوسکے سر کو ٹکراتے ہین ہم
خاکساری سے [illegible] احباب مین — نقش پا کے طرح مٹ جاتے ہین ہم
لے اوڑی ہے زلف پیچان کی ہوا — سنبلستان کی طرف جاتے ہین ہم
دیکھکر اوس گل کو ہوے غنچہ سان — اپنے جامے سے نکل جاتے ہین ہم
جانتے ہین [illegible] نہ آئے گا مگر — رات دن قاصد کو دوڑاتے ہین ہم

۶۷ پاس سے جاتا ہے جب وہ ای وقار
ہوش مین پہرون نہین آتے ہین ہم ۶ ۵

ردیف نون

نقاب اپنے رخ تابان سے جو اولٹتی ہین — سمجھکر شمع روشن منہ کو پروانی لپٹتی ہین
تکلف بر طرف ای جان عالم اب یہ ریا ہے — حیا کو تم سمجھ لو آخر وسی ہم نبٹتی ہین

نہین معلوم سر پر کسکے یہ نازل بلا ہوگی
کبھی کرتی ہین کنگھی اور کبھی بالونکو گوندھتی ہین

بیان کیا کیجیے اونکی شب گیسو کی تاریکی
کہ طی کرتی ہوئی جسکی جگر شانونکی بیٹھتی ہین

وصال و ہجر مین اس غیرت خورشید کی دن رات
مہ نو کی روش بڑھتی ہین شکل بدر گھٹتی ہین

۶۸ ۵

وقار از بسکہ ہین خوش ربط مضمون وصل جانان کے
ورق دیوان کی وصلی کی طرح باہم چمٹتی ہین

چشم بد دور وہ ہین آپکی خوشتر آنکھین
کسی محبوب کی ایسی نہین بڑھکر آنکھین

لطف فرمائیے گا توتیا خاک پا کا
اے صنم ہین تری عاشق کی مدد آنکھین

آنکھ پھوٹے جو کسی کی بھی طرف دیکھا ہو
سرخ بی فائدہ کین آپ نے رو رو کر آنکھین

کہکشان مانگ ہے رخ مہر ہلال ابرو ہے
خال مریخ جبین بدر ہے اختر آنکھین

۶۹ ۱۲

گوش گل غنچہ دہن زلف بنفشہ ہے وقار
رشک شمشاد ہے قد نرگس عبہر آنکھین

دل ہمارا صنم ستاتے ہین
سخت کافر ہین کعبہ ڈھاتے ہین

شعلہ خو دل مرا جلاتے ہین
آتش مہر کو بجھاتے ہین

وہ کڑے سے کڑا بجاتے ہین
فتنہ سوتا ہوا جگاتے ہین

دیکھکر توڑا اونکے تیورون کا
ہم بھی نالے کو آزماتے ہین

ہین کہ ہم قبائے عریانی
پیرہن مین نہین سماتے ہین

دل لگانے کی یہ سزا پائی
آپ ہنسکر ہمین رلاتے ہین

باندہنے کو گلے ہزارون کے ۔ طوق منت کے وہ بڑہاتے ہین
تو وہ صیاد ہے کہ طائر جان ۔ تیرے سر پر سے ہم اوڑاتے ہین
اک گل تر کے یاد مین نالے ۔ آگ گلزار مین لگاتے ہین
نالۂ گرم و سرد شمع مزار ۔ گہ جلاتے ہین گہ بجہاتے ہین
خط جو اوس گل کو بہیجتے ہین ہم ۔ رات بہر پہولون مین بساتے ہین

۷۰

اب نہ کہینچو وقار نالۂ سرد
یہ خبر گرم ہے وہ آتے ہین

۱۳

کس شکل نہ حیرت آشنا ہون ۔ اک آئینہ رو کا مبتلا ہون
مین دشمن جان سمجھ رہا ہون ۔ دہوکا یہ نہ دے کہ آشنا ہون
کس مُنہ سے کہون کہ آشنا ہون ۔ ناچیز غلام آپ کا ہون
اوٹھنے کا نہین غبار میرا ۔ نظرون سے کسی کی مین گرا ہون
خوش آئے نہ کس طرح سے عزلت ۔ اک پردہ نشین کا مبتلا ہون
برسون ہین سپہر نے رولایا ۔ بہولے سے کبہی اگر ہنسا ہون
فرصت نہین آہ آتشین سے ۔ گلخن کے مین خاک سی بنا ہون
کس طرح نبہے بتون سی یارب ۔ مکار وہ ہین مین بیریا ہون
یان کسکو ہے شاعری کا دعوے ۔ ق کہتا مین نہین لکہا پڑہا ہون
فرقت مین کسی پری کی دن رات ۔ دیوانے کی طرح بک رہا ہون

مانند حباب گھر بنا کر ق اک دم مین بگاڑ ڈالتا ہون
ہے نام اسی کا نفی و اثبات موجود کبھی کبھی فنا ہون

٧١ ٩
جو یاد رہے وقار اشعار
مین دل سے اونہین بھلا رہا ہون

وہ گالے دیتی ہین ہم واہ واہ کرتے ہین مثل ہی آن پہنسی ہین نباہ کرتی ہین
بڑہی یہ ضعف کی قوت گھٹی جو عمر کی دن اوٹھی تو ہای جو بیٹھی تو آہ کرتی ہین
چمک کے گرتی ہی مانند برق آتش دست جدہر یہ شعلہ عذار اک نگاہ کرتی ہین
فقط سرشک سی ہی قدر دیدۂ عشاق جو چاہ خشک ہو کب اوسکی چاہ کرتی ہین
ضعیف کو وہ قوی سی سمجھتی ہین بالے جو کاہ کو وہ یہ بینا نگاہ کرتی ہین
بنی ہی نرگس شہلا ہمارا قطرۂ اشک جو یاد گریہ مین چشم سیاہ کرتی ہین
نرکھو عارض رنگین پہ سبزۂ خط کو چمن سے دور سب اپنے گیاہ کرتی ہین
تمہاری تیغ کا ہم آب نہ چاہتی ہین نہ آب چاہ زنخدان کی چاہ کرتی ہین

٧٢ ٥
وقار حسن کو ہی لاگ دانت عشق کے ساتھ
ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین

کون ہے جسکو عشق یار نہین کسکے سر پر اجل سوار نہین
شوخیون سے تری شرارت کی سرو کب گر ہے شرار نہین
تیری الفت نہین لگاوٹ ہے اس بناوٹ کا اعتبار نہین

برق دم کی تجلیان دیکھین | جو مرے ضبط مین قرار نہین

۷۳

آدمی وہ نہین ہیولا ہے
جسکو پاس سخن وقار نہین

۱۵

سیم رکھتے ہین نہ ہم لعل و گہر رکھتے ہین | جو دکو تیغ حوادث کا سپر رکھتی ہین
قید ہستی مین عدم کو یہ مگر رکھتے ہین | ظاہری جسم مین پوشیدہ کمر رکھتی ہین
جسکو دیکھتی ہین اپنا ہی کر رکھتی ہین | آنکھ کی ڈورو نہین جادو کا اثر رکھتی ہین
لعل تہیلی مین نہ درجیب مین گہر رکھتی ہین | اشک تر رکھتی ہین یا لخت جگر رکھتی ہین
پختہ کارونکا مقولہ ہی جو ہین عشق مین خام | آڑ مین ڈر کی وہ اپنی کو مگر رکھتی ہین
بھول کر ہی گیا تو نی کبھی یاد نہین | رٹ تری نام کی ہم آٹھ پہر رکھتی ہین
اور تو پاس نہین کہتی ہین کچھ اپنی ہم | اک فقط ہاتھ مین الفت کا ہنر رکھتی ہین
مثل گل صرف ہے صد چاک ہوا اونکا سینہ | جو کہ غنچہ کی طرح مٹھی مین زر رکھتی ہین
معتبر بات ہو گیا انکی کہ غنچہ کی طرح | جب زبان زیر زبان یہ گل تر رکھتی ہین
غیرت روز ہی رخ غیرت شب ہی گیسو | یاد ہر ایک کی ہم شام و سحر رکھتی ہین
ہر زبان قید مکان سی ہمین آزادی ہی | نکہت گل کی روش وش یہ گھر رکھتی ہین
چاک سینہ سی ہوا گل کی یہ نکتہ معلوم | نالہ زار ہی بلبل کی اثر رکھتے ہین
تار برقی پہ تصور کے خبر آتے ہے | گو خبر اپنی نہین اوسکی خبر رکھتی ہین
کام آتی نہین اپنی کبھی عزت اپنے | آبرو کے پہنے کو مانند گہر رکھتے ہین

۷۴ ۹

عشق ساقی مین وقار ایسی ہوئی کیفیت
پاؤن کا ہوش نہ ہم سر کی خبر رکھتے ہین

کس دن مری کنار مین وہ سیمبر نہین
فضل خدا سی کب مری مٹھی مین زر نہین

ظاہر مین ظلم و جور کا اوسکی اثر نہین
ہی چلّہ یہ کمان ہی تیرون مین پر نہین

لگتی بھلی ہی یار تمہاری بُری ہی بات
آتی ہنسی کب آپ کی دشنام پر نہین

کیونہین ہو سیر بحر کی کیون ہو ہوای بر
لب خشک یان نہین ہین کہ یان چشم تر نہین

کسدن نہین ہی نامہ و پیغام تا بشام
کس رات انتظار ترا تا سحر نہین

ای حسرت وصال تری عمر ہو دراز
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

کس روز سوز عشق سی جلتا نہین ہی گھر
کس شب کہ در چاند سی مُنہ پہ قمر نہین

ہانکی بھی جا نہین ہی نہین انگنون کا
ہی حرف بار گیر تمھارا اگر نہین

۷۵ ۹

روکا وقار اوسکو جو مین نی تو یہ کہا
کیون ہم کسی کی گھر رہین کیا اپنی گھر نہین

دشمن ہی اعتراض کی کیون انتظام مین
ہرگز نہ عنکبوت کی باز آئی دام مین

ساقی نہین وہ شوخ تو پھر مجکو ایک ہی
تریاق ہو کہ زہر ہلاہل ہو جام مین

اوس صبح رخ کی ناخن پا کا جواب تھا
ہوتین بلندیان اگر ابروی شام مین

وہ کرم شب چراغ کی دھوکی مین پڑین گے
مین سوزنامہ باندھون بال ہمام مین

دل پر سیون ہی یارون کی غم سی غلط ہوا
صبح وطن کا لطف ہی غربت کی شام مین

آیا وہ فاتحہ کو ہمارے مزار پر
شہباز آج آہی گیا پا یدام مین

ساقی گل گلاب ہی جس می کا نام وہ
دی خیر میکدہ کی گل تر کی جام مین

موزون ہوا ہی وصف دہن کا کمر کی ساتہ
عنقا کی ساتہ رخ بھی پہنسا میرے دام مین

۷۶ یہ روشنی طبع کا ہے فیض اے وقار
حیران ہون مثل آئینہ اپنے مقام مین ۱۱

پہنس گیا دل زلف عنبر بار مین
اہل ایمان گھر گیا کفار مین

کہتی ہے خلخال پای یار مین
حشر کرتے ہو بپا رفتار مین

دل کو چہل کر صاف جاتا ہے نگر
چہل بھری ہین کیا بت عیار مین

جب چلے تم یہ مثل ٹھہرے غلط
کبک کا ثانی نہین رفتار مین

مین نے دیکھا آپ کڑوی ہوگئی
زہر گھولا شربت دیدار مین

کنگھی آہستہ کرو ای جان من
دل پہنسے ہین زلف عنبر بار مین

تشنہ لب وہی جان کشتون نی تری
کچھہ تہا خنجر کی پانی دہار مین

تاب عارض سے زمانہ جل گیا
کیا ہی اب تمیز نور و نار مین

حلقۂ گیسو مین سبزہ کان کا
ہے زمرد سا دہان مار مین

فائدہ حاسد کو کیا تقلید سے
بو گل تر کے نہو گی خار مین

۷۷ عشق مین گیسو و عارض کے وقار
گہ حلب مین ہون گہی تاتار مین ۷

نکھرا ہی رنگ عارض جانان شباب مین
چمکا فروغ مہر مگر ماہتاب مین

سودا ہی زلف یار سی ہم ہین پیچ و تاب مین
بخت سیہ نی مجھکو پھنسایا عذاب مین

ساقی درنگ خوش نہین کار شتاب مین
کیا سوچتا ہی دے دے جام شراب مین

نرمی ہوئی جو اوس شکم صاف کو نصیب
دیکھی نہین وہ قاقم و مخمل نے خواب مین

یہ جسم یار کی ہی پسینہ کا رنگ و بو
صندل ملا دیا ہی رگڑ کر شہاب مین

رگ رگ مین جسم زار کی نالہ کی کوک ہی
کیا کیا نہ راگ رنگ ہی تار رباب مین

۷۸
ساقی کی حسن ہنر کا یہ فیض ہی وقار
ہی رنگ و بوی بنگ کا جلوہ شراب مین
۱۳

تیغ کی برش اوسکی ابروی خمدار مین
زہر ہے مار سیہ کا زلف عنبر بار مین

تختۂ گل داغ حسرت نی بنایا لالہ زار
بی نقاب آیا جو وہ رشک چمن گلزار مین

غرق گرداب پریشانی ہوا ہین بیقرار
جسکہ اوسکے ہین مچھلیان بالی کی لف پا زرین

پانی پانی آتش دوزخ ہی جسکی شرم سی
وہ حرارت ہی ہماری آہ آتشبار مین

تو جواب کرنی لگا انکھیلیون سی یار کی
کیا جلانی کو نہ تھی گرمی تری رفتار مین

کیا تعجب ہے اوڑین گر اشک سی چنگاریان
ہی خیال شعلۂ رخسار چشم زار مین

بال وہ بھیگی ہوئی آئی جو منہ پر وقت غسل
کیسے کیسے برق چمکی ابر دربار مین

جسطرح اطفال رہتی ہین لگا دیتی ہین سینا سے
جسم رہتی ہے وہ کم یون دیدۂ خونبار مین

اسقدر لوہا مرا مانی ہوئی ہی ہر رقیب
بھوت ہو کر بھی نہ پھٹکا کوئی کوچۂ یار مین

آگ بھڑکی سینہ مین تا نفس سے لوا وٹھی — جب شرک شمع بیٹھا پہلو اغیار مین

کیا ملی پھر وصل کی شب حسب خواہش کام دل — شام ہی جب ہوئی سحر بوسہ ہی کی تکرار مین

مین اگر جاؤن وہان ڈرسی ہمت کر بد علی — ہمپ ہی جای مرغ قالین کے ابھی منقار مین

٧٩ — ٩

حضرت تسلیم کا شاگرد مین بھی ہون وقار
کس طرح سے ہو نہ باریکی مری اشعار مین

شور محشر سی ہوا ہی آجکل غل باغ مین — عندلیب زار کا شاید کہ ہی قل باغ مین

دیکھتی ہی وہ ہی نگین ہٹ گیا گل کا جگر — زلف کی خم دیکھکر بکھرا ہی سنبل باغ مین

گریہ ہی امسال ہی طغیانی سیل بہار — نکہت نسرین سی باندھا جای گا پل باغ مین

دیکھکر اوس شمع رو کی گرمی حسن — آب خجلت سی ہوئی ہی آتش گل باغ مین

ساغر عشرت گل ہی شکستہ ہین کسکے طفیل — نغمۂ بلبل بنا شیشہ کا قلقل باغ مین

محفل حبیب مین کیونکر نہ ہون ہم نالہ کش — پاس گل کی چھیڑ کرتا ہی بلبل باغ مین

جسکو لپٹاتی ہی جاتی وہ دیا تا ہے وہین — بیکلی سی چٹکیان ہر غنچۂ گل باغ مین

کوئی دنیا مین نہین آزاد تیری حرص سے — سرو پا یای نوا و با توکل باغ مین

٨٠ — ٦

بھاتی مجھکو نہین ہین ای وقار اہل وطن
مرتبہ کیا ہی گل ترکی تنزل باغ مین

ترا معمہ بانے کا شیوہ نہین — مرا عاجزی کا طریقہ نہین

یہ نکتے سبے ہین سادہ رو وہ ابھی — کوئی اونکی خط مین جو نقطہ نہین

تردد ہے اعمال نامہ کا کیا
مری ہاتہ کا کچھ نوشتہ نہین

یہ ہے بار حسرت مری نعش مین
اوٹہانے کا یارونکو چارہ نہین

بہت موشگافی سی یہ حل ہوا
ترے خط رخ کا لفافہ نہین

۸۱ کہے خوب اشعار تم نے وقار
زمین سخن گو شگفتہ نہین ۹

یاد دندان مین یار روتا ہون
گوہر آبدار روتا ہون

نہین کہلتا ہے اسکا تار مجھے
کس لیے بار بار روتا ہون

آٹھ آٹھ آنسوون سے دو دو پہر
کس سے ہو کر دو چار روتا ہون

یاد آئے ہین کسکے زلف و عذار
مین جو لیل و نہار روتا ہون

خیر مانگ اپنے آشیانے کے
باغ مین اے ہزار روتا ہون

تیغ کہائی ہے جیسے ابرو کے
دیکھ دریا کے دہار روتا ہون

چشم آتے ہے جب تمہاری یاد
پہوٹ کر زار زار روتا ہون

نالہ کرتا ہون یان سی ہٹ ای برق
بہاگ ابر بہار روتا ہون

۸۲ لب و دندان کی یاد ہے جو وقار
اشک گہ گہ شمار روتا ہون ۱۴

جیتا ہی اپنی دل سی خیال فغان کہان
جو آشنا ہو ضبط سی ہی تو زبان کہان

آزاد جو ہین اونکو ہی قید مکان کہان
مرغ نگاہ پاک کا ہی آشیان کہان

مژگان کا خال گوشۂ ابرو کا ہو حریف — آتا ہی نظر پہ تیر کی زاغ کمان کہان
خاموش مثل شمع ملی ہی مجھی زبان — پھر آہ آتشین کہان ہین خستہ جان کہان
مانا دہن ہی یار کا اک بی تپی کی بات — شان کمر جو دیکھی تو ہی نشان کہان
فرماؤ کس امید پہ تم سے لگائین دل — مُنہ سے نکلتی حرف ہین خاطر نشان کہان
سبزہ نہین ہی گالون قدرت خدا کی ہی — ہوتا ہی آتش گل تر مین دہوان کہان
ہرگز نہ آہ مین قد پُر خم کے ہوا اثر — بلہ پہ پہینکی تیر ملائم کمان کہان
ظاہر ہین اونکی راز لطافت سی جسم کی — شیشہ مین ہے بادۂ گلگون نہان کہان
میری عدم پہ ہستی کی ہین بدگمانیان — تیری کمر ہی مجھ سی سوا ناتوان کہان
بتخانہ مین حرم مین کلیسا مین دیر مین — ڈہونڈا نہین ہی تجکو مسیحا کہان کہان
لایا عدم سی ہستی مین اب اور قصد ہی — لیجائیگا کہان ہی مجہی آسمان کہان
منت کش جواب نہوگا مرا سوال — اونکی دہن نہین ہی تو میری زبان کہان

۸۴

ہی اسکا نام تلشگری یاد رکھہ وقار
خال سیہ کہان لب شکرفشان کہان

۷

کہینچین ہین جو آہین شب ہجر چمن مین — ہر نخل بنا ہی شجر طور چمن مین
نالہ کا مری طرز اوڑا قمری و بلبل — اسد ری غزلخوان ہوئی مشہور چمن مین
سنبل ہی کہا قصۂ گیسوی پریشان — کس پیچ سی کاٹی شب دیجور چمن مین
بیہوش ہوا کیا لگا ٹہوکر ین کہانی — چلنے کا چلا اوسکی جو مذکور چمن مین

بی وجہ نہیں آج چکاچوند گلون کو
کانٹا سا کھٹکنے لگا آنکھون مین ہی اک گل

یہ چمکا کسے رخسار کا ہی نور چمن مین
بی تیری گیا جب ترے رنجور چمن مین

۸۴
اک گل کی حضوری مین وقار آج مقرر
یہ شعر ہین پڑھنے مجھی منظور چمن مین
۶

ٹکرائی گی نہ آہ مرے آسمان مین
کرنے ہین آج عرض مجھی نالہ حزین
دینا ہے فرض ہر دہن زخم کا جواب
رتبہ کبھی کسی کا گھٹائی نہین ہین ہم
سینہ مین میری ہو کسی بوٹہ سی قد کی یاد

یہ تیر وہ نہین کہ کری گھر کمان مین
ای کاش لکنت آئی نہ میری زبان مین
قاتل کی تیغ کہتی ہی اپنی زبان مین
ذری ہین آفتاب ہماری گمان مین
پودا ہو ہان نیا کوئی میری مکان مین

۸۵
ہی ذوالفقار بہر عدو ای وقار وہ
موزون ہوئی ہی بیت جو ابرو کی شان مین
۵

ساقی کی بو بسی ہی ہماری دماغ مین
سینہ خیال یار سے مطلع ہے نور کا
ایسا مین کھو گیا ہون خیال حبیب مین
روشن ہوئی یہ بات کہ پروانون کی لیی

ہی موج خیز بادہ گلگون ایاغ مین
عالم ضیای مہر کا ہی داغ داغ مین
خود دل مرا خراب ہی میری سراغ مین
بتی بنی ہی خنجر براں چراغ مین

۸۶
آتی ہین لال لال کسی گل کی یاد لب
جاکر وقار روئین کی ہم لعل باغ مین
۱۶

کچھ گیا جی آئی جب آواز مطرب کان مین
جذب مقناطیس کا تہا نغمہ زن کی تان مین

کسکو مین اچھا لکھون اور کسکو مین لکھون برا
زلف اپنی شان مین گیسو ہی اپنی شان مین

اوٹھتی ہی نالون کی آندہی کی ہوا بیتاب دل
لو مری کشتی ہوا کی آگئی طوفان مین

تھی وہ نرم دل ہو سخت بی مہر اسقدر
یاد کر اى دل کہ اوسکو کیا لکھا نسیان مین

اى صنم ثابت ہوا اقرار سی تیرا دہن
کہنی کو یہ بہی ہے گویا معجزہ الحان مین

عشق ورزی شست دی سینہ چاکی بیخودی
بادشاہ حسن نی لکھی مری فرمان مین

تیری رخ کی سامنی ہو منہ یہ آیینہ کا ہے
لب پہ ہو سبزہ یہ سرخی کہان ہی پان مین

سینۂ بیتاب مین ٹھہرے ہے درد ہجر یار
میزبان معذور ہی غیرت نہین مہمان مین

دی بہی دیتی ہو گر بوسہ کوئی خیرات حسن
دیر کرنا اسقدر کیا چاہیی احسان مین

گردش چشم صنم نی قتل عالم کو کیا
برش شمشیر گویا جزو ہی اس سان مین

محتسب کے آن توڑی کی تمہاری چشم مست
آن اگر دیکھی گا ناہد جان ہی کا آن مین

ہو تو ٹھہرے مستی نہین ہی کہن مین ماہ نو
آپ ہر می ہین مجہی ہین ایک عو مسلمان مین

دیر تک جو سوا ہی کیسنی دہان زخم سے
آب تک باقی نہین قاتل تری پیکان مین

وقت ہی زندہ کرو عیسی کا مردہ معجزہ
تم ذرا آؤ تو آئی جان میری جان مین

دیکھتی ہی مجکو سہتر کی اسقدر ایجان کیون
آج کیا ہونکا شہر سر دینی تمہاری کان مین

٨٧

ہین مراد آباد مین مجہسے ہزارون کور ذوق
کیا سمجھی صاحب سخن ہین اى وقار ایران مین

٩

وہ پری تصویر مضمون لکھی تیری شان مین
سیر ہی ارژنگ مانی کی مری دیوان مین

واسطی انسان کی ہی آی وصیت عین شرط
ورنہ کیا انسان مین ہی جو نہین حیوان مین

زلف کافر کو لکھین کی لام ہم اسلام کا
ہی یہی رکن رکین ایمان کی ارکان مین

یہ ہی کہ مین کوچہ کی گردش چھوڑ دون
اس لئی بھیجی ہین وسنی پاین ناگردان مین

عاشق جانباز کو عارض کا بوسہ دیجئے
نام پیدا کیجئی ای جان جان احسان مین

جوہر آیینہ کا عالم نظر آنے لگا
یہ پڑی تار نظر کی نقش وسکی ان مین

بن گئی ہی آنکھہ میری آرسی کا آینہ
یہ جما نقشا تحیر کا تمہاری دہیان مین

یہ اجاری مین وہ یار عشق کی حاصل ہوا
جان ہمارانی مین دی ہی ور دل ہی تاوان مین

٨٨

کس طرح مین ایک سمجھون لف و گیسو کو وقار
شان مین مشرک کی کیا لکھا نہین قرآن مین

٩

یاد جو کچھ تھا وہ بھولا ہون تمہاری دہیان مین
مثل دیوانہ نہین ہون اپنی پہچان مین

ڈالہ چشم سخن سنگو زلف کا عاشق ہوا
اصفہان سی تیرہ بختی لائی ہندستان مین

گو کہ بہرہ لولی گردون سی ہی پر نقصان نہین
فائدہ کیا ہی ہمین نقصان کی اعلان مین

دل کی آتی ہی گئی تاب و توان ہوش و خرد
منفعت کی تہی توقع آگئی نقصان مین

دیکھکر خاموش مجھکو طعن سے کہتا ہے وہ
نطق ہی کا فرق ہی انسان مین حیوان مین

ہی ہماری آنکھہ مین جلوہ کسی کی زلف کا
کیا چڑہی پہرتی ہی آنکا لی پری جہبان پن مین

تنگی گلیون کی جنون گا ای جنون انکی برس
سبزۂ خط کو ہی دیکھا یار کی لمعان مین

کسکا کہنا شک سی جیتو ہی یہین ہی ہاتہ سے — وہ سمجہتا ہی کہ کچہ چہوا ہی پڑ کر پان مین

۸۹
ہی کمینی پن سی دشمن گو یہین مین ای وقار
ٹوک کر مار دون گا اوسکو ایک دن میدان مین
۷

کبہی دم پر جو وہ چڑہ جاتے ہین — منتین کرتے ہین گہبراتے ہین
ہوکے بت خانۂ دل مین آئے — یہ حسین قہر و ستم ڈہاتے ہین
دست عشاق سے تنگ آکے حسین — اپنے ہوکے برے پچہتاتے ہین
بوسہ مانگون تو وہ بدلین تیور — ترچہی نظرون مجہی دہمکاتے ہین
مرتبہ حسن سے ہے خوبون کا — آنکہ مین دل مین جگہہ پاتے ہین
یہ وہ معشوق ہین دم مین آنکہین — طوطے کے طرح بدل جاتے ہین

۹۰
آئے کیا اونکو وفا یاد وقار
قتل کے بعد جو پچہتاتے ہین
۵

یاد گیسو مین یار روتا ہون — مین اندہیری مین جان کہوتا ہون
کیون نہ رنگ سرشک طوسی ہو — زلف و عارض کی غم مین روتا ہون
زہد مین بہی ہی میری کیفیت — مے سے دامن کا داغ دہوتا ہون
آج پہر ڈہونڈہتا ہون مین اوسکو — اپنے پہر نقد جانکو کہوتا ہون

۹۱
آج جاگا ہے بخت اپنا وقار
اوسکو لیکر بغل مین سوتا ہون
۱۰

سنتا ہی کون کس سی ستم کا گلا کرین — عاشق سوای صبر ببلا اور کیا کرین

فتنہ اٹھے جو دید کا وعدہ وفا کرین — قامت کو ہائین وہ تو قیامت بپا کرین

بوسہ رخ صنم کا نہ لین بے وضو کبھی — قرآن کا پاس چاہیی ہم پارسا کرین

مہندی لگائین سامنے اغیار روسیاہ — ہم پیسکے اشک خون نہ بہائین تو کیا کرین

بسمل نہین ہین کشتۂ شمشیر نازنین — زخمون سی خون بھی تو طلب خونبہا کرین

احسان کسی کا اوٹھہ نہین سکتا ضعف سے — ہم کیا سمجھہ کی خواہش ظل ہما کرین

دولت جنون مین بھی قدم سی لگی ہوئی — سونے کی بیڑیان ہون گر ہم دعا کرین

دست حنائی مین ید بیضا بنی جو پھول — بیعت خوشی سی موسی معجز نما کرین

اسد کیا نہین ہے جو ہون ہم بتون کی رام — آنکی ہو جنکی اینسی وہ صدمہ سہا کرین

۹۲

امید وصل یار پہ جیتی ہین ہم وقار
کہتا ہی اون سی کون کہ وعدہ وفا کرین

۱۱

نا نامردن کی لوٹ مچی دل یار مین — لذت جو عشق کی ہی وہ ہی انتظار مین

ہر ایک اسمین مایۂ صد گردباد ہے — ناچیز سے جو ذری ہین میری غبار مین

مرنی کی بعد بھی نکلی روشنی قلب — آئینہ سا لگا ہے ہمارے مزار مین

کوئی کسی طرح کی نہین ہی اسی ہوس — سینہ مین میری دل ہی کہ مردہ مزار مین

آنی کو آپ آئین گی لیکن یہ عرض ہے — انکار کی بھی نہ رہی قول و قرار مین

ہو گی تلاش وعظ و کتھا خوان کی حشر مین — شاید کہ سننے والے بھی ہون اوس شمار مین

لاغر پر اپنے خندۂ دندان نما نکر — کہربا کا نہو گہر آبدار مین

واعظ کی زینہار نمانین گی بات ہم — اشراف توبہ کرتی ہین فصل بہار مین

بس بس کی شور سی مری بہتک ہی کان مین — کہینچا تہا رات خراب پی کسکو خمار مین

اب دام عنکبوت مین پہنستا ہی شاہباز — الجہا رہا ہون یار کو باتون کی تار مین

۹۳ سوکہی خزان مین خار کی مانند ای وقار — شبنم کی طرح روتی رہی ہم بہار مین ۸

جب جواب خط عاشق وہ رقم کرتی ہین — توزبان خامہ کی پہلی ہی قلم کرتی ہین

جسکو ہی دیکہتی ہین تیغ دو دم کو اپنی — ساتہ ہی انا فتحنا کو وہ دم کرتی ہین

نرم خوبون کی ہی عشق کی پرستش ہوئی — وہی معشوق ہین جو ظلم و ستم کرتی ہین

آہوِ چشم کی الفت مین یہ چمکی وحشت — اپنی سایہ سی بہی ہم وحشت سی رم کرتی ہین

۹۴ یہ بہی اک بات نئی تمہنی نکالی ہی وقار — رنج کی اپنی خوشی عیش کا غم کرتی ہین

ردیف واو

وہ کون ہی پسند نہ جسکو جمیل ہو — کیا بات آپ کی جو حسین ہو جمیل ہو

گر یاد گریہ مین تری چشم کحیل ہو — آب سرشک آب رخ رود نیل ہو

اُف کی وہی نالہ شرر افشان زمانی کو — یہ اور بات ہی جو ادہر سی بخیل ہو

سینہ پہ میری دست حنائی جو رکہو تم — ہر ایک داغ روکش باغ خلیل ہو

سرو بھی جو سرکش و باغی ہوا تو کیا
وہ یک ہے کہ آئینہ میں بھی نہیں ہے عکس
آنکھیں چرائیں کسی نے منہ پھیرا آہ سے
آنکھوں پہ پردے پڑ گئے شرم سے رشک کی
ملک عدم کا [illegible] توشہ نہیں ہے پاس

اے جان بے وقوف ہو وہ جو طویل ہو
احول تلک یہ کہتے ہیں تم بے عدیل ہو
کیا روز بد میں کوئی کسیکا کفیل ہو
اندیشہ کا مقام ہے جس کہ میں سبیل ہو
دے ڈال ایک بوسہ کہ زاد سبیل ہو

٩٥
تم سا مراد آباد میں کوئی نہیں وقار
احسان میں کریم ہیں عدیم المثیل ہو
٩

چاہتا ہے دل مرا [illegible] گیسوئے خمدار کو
یاد [illegible] جسم نزار کو
[illegible] اندوہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں

طے اب مجھے کرنا پڑا پھر راہ ناہموار کو
چاندنی نے آگ دکھایا ہے مری دیوار کو
چوم لوں گا میں وہاں زخم سے تلوار کو
کس لیے ڈھاتا ہے واعظ گنبد دستار کو
اوسکی ڈوروں سے مگر رشتہ ہے اسکی تار کو
کیوں نہ لیں بلبلیں گلگیر سے منقار کو
دخل کوٹھی پر نہ ہوگا یار کی اغیار کو
شے جو گھر بکتی ہے وہ جاتی نہیں بازار کو

٩٦
اس میں [illegible] جو کھولی منہ کی وہ کہائی وقار
معجزے کا حکم ہے تسلیم کے اشعار کو
٦

٢٠٦٥٥

غرض کسکو تم اوٹھا دو — مگر نقش اپنا محفل مین بٹھا دو
یہ مین کہتا ہون وہ ایس دل مرا دو — مگر بوسہ مجھے ٹھہرا کے دا دو
ٹلے ہم تیرہ روزون کی شب غم — رخ پر نور سے گیسو ہٹا دو
کہا مشک ختن زلف سیہ کو — خطا کی مین نے جو چاہو سزا دو
ستاؤ دل مرا صاحب ستاؤ — خوشی سی تم خدا کی گھر کو ڈہا دو
لب شیرین سی دو گالی عدو کو — کبھی تو زہر مین میٹھا ملا دو

٩٧ لکھا ہے اس غزل مین حال دل کا
وقار اونکو ذرا جا کر سنا دو ٩

لب پان خوردہ کھلا رہنی دو — گل خوبی کو کھلا رہنے دو
سر اوٹھاؤ نہ لب بام آکر — زیر دیوار پڑا رہنے دو
گر نہین پاس بٹھانا منظور — دور سے مجھکو کھڑا رہنے دو
سر بام آکے لڑاؤ آنکھین — طاق نسیان پہ حیا رہنے دو
رکھو مرہم نہ مرے داغون پر — چمن عشق کھلا رہنے دو
مہر سے قہر مین ہے زائد لطف — زہر دو آب بقا رہنے دو
فربہ اس سے پھنستے ہین شکار — دام گیسو کا کھلا رہنے دو
ہے قسم تیغ کی گردن کا مری — آج تسمہ نہ لگا رہنے دو
٩٨ وہ اگر روٹھی ہین تم بھی وقار — کچھ مزاج اپنا رکا رہنی دو ٥

تو وہ انسان ہی ایسا جو بھلادون تجھکو
آنکھہ کی ساتوین پردی مین چھپاون تجھکو

مجھسا عاشق نہوا ہی نہو معشوق مزاج
یاد رکھہ مین نہ مناؤن نہ مناون تجھکو

گر میان شوق سی کسی غیر سی مین بھی الجھون
انہین ٹھنڈہی تری آنکھون سی جلاؤن تجھکو

مصرع زلف مین دل تو مرا باندہا ہی مگر
مین بھی سو پیچ مین مضمون کی لاؤن تجھکو

۹۹ — ۸

تو بھی حیران و پریشان ہی ہوجای وقار
گر رخ و زلف کا افسانہ سناؤن تجھکو

معشوق ہی وہی ہی جسی میل وفا نہو
عاشق ہی وہ جو شاکی جور و جفا نہو

بندش وہ ہمنی کی ہی جو چشم آشنا نہو
مضمون وہ لکہا ہی جو کانون سنا نہو

حرف غرض سی لب نہون تمہارا آشنا
دل جلوہ گاہ حرص کبہی ای خدا نہو

موزون غنچ ایک مصرع پر پیچ ہو کبھی
دل مین اگر تصور زلف دوتا نہو

ناموس نذر کردہ آغاز عشق یار
انجام سوچتی نہین کیا ہوئے کیا نہو

ممکن نہین ہی آینہ مین مور گھر کری
سینہ مین میری دخل فریب و دغا نہو

لب پر کسی کا آپ نہ دہبا لگائیے
قیمت مین لعل سی کبہی نیلم سوا نہو

۱۰۰ — ۱۲

دیوان مین جو وصل کی مضمون لکھون وقار
آپس سی بھر ورق کوئی ہر گز جدا نہو

رونے مین جو یاد وہ مسے ہو
کس طرح نہ اشک نیلمی ہو

کیا فائدہ قصۂ عدو سے
وہ بات کہو جو کام کے ہو

میٹھی ترے باتون پہ موا ہون
مرنے کے مراد کیون سناؤن
مشتاق ہے میری پارسائی
قاتل ہے مرا وہ صندلی رنگ
مانو کہ نہ مانو بات میری
تم آپ سے آپ دوڑے آؤ
کوٹھے پہ بلاؤ پاس اپنے
وہ حشر کے دن کی دھوپ سمجھو
بلبل کو جو دیکھون پاس گل کے

سنگ سر قبر بناتے ہو
جب وصل ترا نہ جیتی جی ہو
معشوق ہی کوئی پارسے ہو
تختون کو اودی کی صندلی ہو
انسان نہین ہو تم پری ہو
تنہا ہو مین اگر ہمارا جی ہو
ہے عمر جو نذر پہر دوبارے ہو
گر ہجر کی شب مین چاندنی ہو
کس رنگ نہ مجکو بیکلی ہو

۱۰۱
مضمون ہو وہ تار و غزل مین
ہر لفظ پہ دل مین گدگدی ہو
۷

تم کہین ظلم سے باز آتے ہو
رقص مین راگ نیا لاتے ہو
نو شگفتہ ہوئے آغوش مین تم
بار گیسو سے لچکتی ہے کمر
کاٹ کھایا تو نہین ہے مین نے
ہمکو غصہ نہین جانباز سے ہے

خاک چھنوائے گلیون کی چھنواتے ہو
فتنہ سوتا ہوا چونکاتے ہو
پھول کی طرح سے کھل جاتے ہو
بال کی طرح سے بل کھاتے ہو
دوپٹہ کے لپیٹے پہ جھنجلاتے ہو
دو ہی سے تیر ہو کیا اتراتے ہو

١٠٢ آپ کے ساتہ وقار آتا ہے
یہ تئے سر پہ بلا لائے ہو ٧

نہ دیکھا اشک سے خالی کسی دن چشم گریان کو — ستارون سے بہرا دیکھا ہمیشہ برج میزان کو
مین سمجہا ہو مین اسسے کی کلیان ہین ہنستی ہین کے — مسی آلودہ لب پہ جبکہ دیکھا دُر دندان کو
کئی صحرا مین آہو آپکو جب شہر مین دیکھا — ابھی یہ شہر مین آئین جمع تم جاؤ بیابان کو
تر شوا و خندا و اسطی خط رخ رنگین کوا ہی صاحب — بڑہا جب سبزہ خودرو کیا غارت گلستان کو
عدو بھی ہیز کچھ تقلید سی میری نپائی گا — نہ پوچھی شیر قالین کا کبھی شیر نیستان کو
ہر اک کانٹی کو باندہا دامنون مین ہمنی پہالون کے — کیا جب یاد صحرا مین کسی کی موی مژگان کو

١٠٣ ہوا ظاہر وقار اسرار خفی مرغ حق گو سے
کہ انسان بے شرف یاد الٰہی مین ہے حیوان کو ٥

ہے ہوا یار کے اڑتا ہوا گہوڑا مجکو — وحشت دل کا یہ اب چاہیی گہوڑا مجکو
دور پہنچا جو رہ یار کا روڑا مین ہوا — ٹہوکرون مین بھی فلک نی نہ چہوڑا مجکو
بدمزہ ہوکے ندے ساغر بادہ بہر کر — ہی بہت لطف سی گر دیجیی تہوڑا مجکو
رنج یہ اسنی دیے سانس ہی لینا مشکل — ہو گیا ہی مرا دل سینی کا پہوڑا مجکو

١٠٤ حسرت دید دم مرگ رہے دل مین وقار
نیم بسمل کبھی جو قاتل نے چہوڑا مجکو ٦

ردیف ہای ہوز

کب وہ ہو رخسارۂ روشن کا ہمسر آئینہ
جو نہو تیری کف پا کے برابر آئینہ

غیر کو رکھنی ندو منہ عارض پر نور پر
پہاپ سی ہوتا ہی اۓ صاحب مکدر آئینہ

مجھکو حیرت ہے کہوں کیونکر پریشانی کا حال
رات بھر ونکا مصاحب ستانہ دن بھر آئینہ

گر نہیں دیکھا ہی ونکا عارض حیرت فزا
کس لیے ہی دست مشاطہ میں ششدر آئینہ

خط میں لکھا اسقدر مضمون وہ ہی صاف کا
بن گئی ہیں بال پر جوہر کبوتر آئینہ

آپ سی محبوب خوش منظر کا ہی جلوا جت
وقت کا اپنی سکندر رہی مقرر آئینہ

١٠٥ دی جلا دل کو جلا کر آپ ہمنی ای وقار
صاف خاکستر سی ہو کر ہو مکدر آئینہ ٩

کھول اک زخم میں ای تیر کے گرفتار کی راہ
دیکھتی جہاں ہے تن میں تیری تلوار کی راہ

نوک مژگان کا جو اوس گل کی تصور ہی مجھی
پیش آئی کی مگر وادی پرخار کی راہ

دل نادان ہوا پھر لوٹ کسی ابرو پر
کاٹنی پھر پڑے ہی سر سی کسی تلوار کی راہ

خال سرمہ کا لگا پھر تہ چشم سیہ ون
پھر سیہ مست نی لی خانۂ خمار کی راہ

قد و رفتار کا صاحب کے جو دیکھا عالم
سرو نی باغ کی لی کبک نی کہسار کی راہ

زخم بھرنے ہی لگا اور بھی کھلا کوئی
کھوٹی ایجان نکل اپنی دل افگار کی راہ

چھٹ گیا ضعف سے سر پاؤں پہ چلتی چلتی
سر موطی نہوئی کاکل خمدار کی راہ

سیر منظور ہی گر ملک عدم کی ای دل
گھیر کر بیٹھ رہو ترک ستمگار کی راہ

١٠٦ حسرتیں نکلیں اگر زخم ہو پہلو میں وقار
سیر کی ودن کو ملی روزن دیوار کی راہ ٥

تری ہر بات ہی ای یار عمدہ
انوکھے چال ہی گفتار عمدہ

ہمین نازش ہی اپنی عہد کی پر
ملا نام خدا دلدار عمدہ

گل غنچہ کو اچھا کیونکہ لکھون
دہن ہی خوب ہے رخسار عمدہ

چبھی ہی دل مین اُس کافر کی مژگان
سمجھتے ہم ہین گل سی خار عمدہ

١٠٧ وقار اچھی نہ کیونکر یہ غزل ہو ١١
کہ ہی شعرون مین بالتکرار عمدہ

جو گفتگو ہو تو ہو اپنی آبرو کی ساتھ
نہ کہیی ہمسی کوئی بات آپ تو کی ساتھ

بگڑنا بات کا کیسا زبان بگڑتا ہی
وہ نرم رو ہی بہت سخت گفتگو کی ساتھ

وصال مین بھی تو بن بن کی وہ بگڑتا ہی
الٰہی کیسی نبھی یار تند خو کی ساتھ

دل و جگر یہ مری صدمہ کچھ نہ کچھ پونہچا
کہ اشک آنی لگی مل کی اب لہو کی ساتھ

مژہ چھری ہی نگہ تیر تیغ ابرو ہین
لڑائی کون کری ایسی جنگ جو کی ساتھ

شرار آتش داغ جگر ہے نار جحیم
جلیگا خرمن ق ایک میری جیو کی ساتھ

پسند آئی نہ اوسکو ہماری تنہائی
ہمیشہ رکھا ہمین اوسنی آرزو کی ساتھ

مریض عشق نہ چنگا ہو کبھی اسنی سی
یہ داغ جاتا نہین آب شست و شو کی ساتھ

مین ناتوان ہون اور زخم فربہ ہین جرّاح
نکل ہی جائی گا دم بخیہ و رفو کی ساتھ

کسی کی تیغ کی ڈوری کا رشتہ الفت
جڑا ازل سی ہی یہ میری رگ گلو کی ساتھ

١٠٨ کڑی اوٹھاتی ہو زنجیر پا و گردن کی
وقار ربط ہی کس الفت مشکبو کی ساتھ ٥

ردیف یای تحتانی

اوسنی کیا آنکھین دکھائین عمر بھر وحشت رہے	آہوان دشت سے شام و سحر صحبت رہی
خط نکلنے پر بھی سربستہ رہا مضمون خط	شرح بھی لکھی گئی پر متن مین دقت رہی
مصحف رخ خال سرمہ سے ہوا زیر و زبر	نقطۂ شک جب لگا مصحف کی کیا عزت رہی
زیست مین پھاڑا گریبان بعد مرنی کی کفن	مین رہا جس جا وہان میری نئی حالت رہی

۱۰۹ بن گئی آئینہ مین موج نفس طوطی وقار
محو خط کی اوسکی سکتے مین بھی یہ حالت رہی ۵

کیا ہے ناک مین دم کفر و دین نے	مٹایا نقش عشرت آن و این نے
جو عطر گل مین بو ہے ناز بو کے	یہ کھینچا ہے نگار اوس نازنین نے
نہین ہے جور کا شکوہ تمہاری	ستایا ہے دل اندوہگین نے
ہوا ہے دشمن جان یار جانی	مجھے کاٹا ہے مار آستین نے

۱۰ وقار اک مصرع مقطع ہی شعر سے
یہ پکڑا اوج شعرون کی زمین نے ۱۱

ای خدا یون ہی فلک بر سر بیداد رہے	روندتا خاک مری وہ ستم ایجاد رہے
قیس و فرہاد سدا تابع ارشاد رہے	ہم رہی جس جگہہ استادون کے استاد رہے
کھینچی یار کی تصویر تو مثل تصویر	دم بخود دیر تلک مانی و بہزاد رہے
مجھسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا کوئی	یہ سخن ای ستم ایجاد ذرا یاد رہے

حُسنِ جانان کی کبھی یاد فراموش نہو
قید شیشہ مین ہماری یہ پریزاد رہے

عشق گیسو مین ہوئی خانہ زنجیر مین قید
بعد الحمد کہ میعاد سے آزاد رہے

کشور دل مین ہماری ہی ہمائی غم کے
یہ بھی اک ٹکڑا بہت ہی اگر آباد رہے

لالہ لکھا جو تری آنکھ کو سوسن نے کہا
اس پہ نرگس کی طرح میرا بھی اک صاد رہے

حسن پر تمکو یہ غرا ہے کہ اتراتے ہو
عشق کی ہوتی ہی پھٹکار بُری یاد رہے

مجھکو گر دیکھے مری تیغ ہنر کا چورنگ
اپنی جوہر سی جدا خنجر فولاد رہے

حسرت دید نہ جای مری دل مین وقار
کچھ تو شمشیر کو تانے ہوئی جلاد رہے

کہون مکھڑے کے عالم کو کہ کیا ہے
مگر زلف سیہ بال ہما ہے

ملی غیرون سی دل ہمسی جدا ہے
رہو تم خوش ہمارا بھی خدا ہے

غضب غمزہ ہی اونکا قہر ہی ناز
ستم انداز ہے آفت ادا ہے

نہ پوچھو مجھسے خود آنکھون سی دیکھو
کہون کیا حال دل تم سی کہ کیا ہے

لگے یہ عشوہ خونریز کو پر
ٹپکتے چشم جانان سی حیا ہے

نسمجھی دی دیا دل خالی الذہن
بھری ان دلفریبون مین دغا ہے

عبث ہی چارہ جوئی دوستون کو
مرض ہی عشق کا سودا دوا ہے

نظر آتے نہین بچتے مجھے جان
شمیم زلف بھی کالی بلا ہے

مریض عشق سی کرتا ہی کیا وصل
بگڑتی کیا مزاج اب یہ دوا ہے

۱۱۲

جواب خط وقار آئے نہ دان سے
یہی تقدیر مین میری لکھا ہے

۷

یہ نہ سرمہ کی سلائی وہ نہ چشم یار ہے
تشنگی سے پھیرتا لب پر زبان بیمار ہے

مست مستانہ چلی آتی ہین وہ میخانہ سی
لڑکھڑاتی پاون ہین بکھری ہوئی دستار ہے

روح مرقد مین نہ ٹھہری انکی طائر اوڑ گئی
بعد مرن بھی ہوای کوچۂ دلدار ہے

چشم کی بیمار کا غمخواریان کوئی نہین
ہان مگر تھا ایک دل اب وہ ہی خود بیمار ہے

خط لب نی اوسکی ابرو کی بڑھائی آبرو
حسن کی دولت وہ خوشگو صاحب اشعار ہے

چار ہیچون سی وقار کی بحث مین دشمن ہند ہا
کھل گیا ہمکو وحیلی کی سبب یہ مار ہے

۱۱۳

تو نہو مغرور اوسکے دوستی پر ای وقار
روٹھہ بیٹھی گا یہ اوسکا چار دن کا پیار ہے

۵

غنچۂ پیکان کی سیری پھول پھل تلوار کی
قتل گہ مین بھی میسر سیر ہین گلزار کی

مین یہ کہتا ہون کہ مار زلف پر ہی کینچلی
لوگ کہتی ہین کہ بکھری پیچ ہین دستار کے

گر میان یان غیر سی کرتا ہی تیغ ای سر مہر
دشت پاوان پڑ گئی ٹھنڈی تری بیمار کے

تنگ چشمون کا نہو ممنون ہرگز وہ فراخ
کام سوزن سی پڑا دامن کو کب جو بار کے

۱۱۴

قید ہستی سی وقار اکدم مین دی مجکو نجات
جان تصدق کیجی سر یہ یار کی تلوار کے

۷

جو کیفیت لکھون اشک و فغان کی
گردن تشبیہ زنگ کاروان کے

کمر سے کیون الجھتی ہی تری زلف
لڑائی کیا قوی و ناتوان کی

غم شبہای فرقت شوق سی آئی
کسی خاطر نہین ہے میہمان کی

سوال وصل مین ای جان عالم
بجز ہون کی کبھی تم نے نہ ہان کی

تمھاری گوشۂ ابرو کی تل سے
نئی تشبیہ ہے زاغ کمان کی

کیا پھر چشم نے مژگانکو سیدھا
صف آرائی ہے پھر چنگیز خان کی

١١٥ تصور مین وقار رشک گل کے
ہوا اسکو ہی باغ و بوستان کی ١٢

زلف سیاہ یار کا مجھکو خیال ہے
کہتے ہین اہل ہند مگر تیرا کال ہے

مغرور کیون نہو کہ وہ صاحب جمال ہے
بادہ سی بڑھ کی نشہ مین صہبای بال ہے

پتلی کمر کا یار کی دلمین خیال ہے
اللہ والی ہی مری شیشہ مین بال ہے

ہنسنے کی ساتھ زخم نی کین خونفشانیان
سچ کہتی ہین کہ رنج خوشی کا مآل ہے

عاشق ہون لیک سخت نہی نازک مزاج ہون
ہین عیب ان اپنی ہر گھڑی مجھکو سنبھال ہے

لکھونگا نون و صاد مین ابرو و چشم کو
مصحف کی روی یار یہ صادق مثال ہے

ہی مانگ کہکشان تیری ماہ تمام رخ
ماتھا سپہر حسن ہی ابرو ہلال ہے

خالق نے میرے مجھکو عطارد منش کیا
گذری کی خوب یار ہی ہر مثال ہے

دو بیڑیان پہناو کہ زلف دوتا کا عشق
پھر اگلی سال سی سوا ابکی سال ہے

مضمون وہ ہین کا فکر سی بچتا نہین کبھی
عنقا کی پھانسنی کا ہمارا ہی جال ہے

تمییز خوب و زشت کی ہرگز نہین رہی | اب رنج سے حواس مین یہ اختلال ہے

١١٦ — ٩

آغاز ہی مین کہل گیا انجام ای **وقار**
فکر وصال یار پیام وصال ہے

دن گذرتا ہے بیقرار سے | رات کٹتے ہے آہ وزاری سے
ہے توقع سیاہکارے سے | توبہ ہوگے نہ بادہ خواری سے
جنبش ابرو کے کرگئے ہے کام | مرگیا ایک زخم کاری سے
ہے محبت او نہین عداوت سے | دشمنی اونکو دوستداری سے
مرہی ملتی نہین ہی گوڑے آج | تہتو دیکھو ذرا کٹاری سے
پاس بیٹھے تو بیٹھے سمٹے ہوئے | دیا بوسہ تو شرمساری سے
دورہ عمر ہوگیا آخر | نہ پہری ہم شراب خواری سے
شب وصل اوس سے آنکھہ سیکتے ہم | ملتی مہلت جو اشکباری سے

١١٧ — ١٣

گل اگر آپ ہین **وقار** ہے خار
وجہ نفرت کی ہمکناری سے

مژدہ ای دل بہار آتی ہے | جوشش لالہ زار آتی ہے
غمزہ کرتے بہار آتی ہے | پہنے پہولون کا ہار آتی ہے
بوی گل سے ہوا کے گہوڑی پر | رنگ اوڑاتی بہار آتی ہے
موج جب دیکھتا ہون دریا کی | یاد رفتار یار آتی ہے

مین وہ ہون صید ناتوان و زبون — دام کو جس سے عار آتی ہے

پھونک ای اضطراب و زفراق — پھر شب انتظار آتی ہے

ہے جو دل مین خیال ابرو کا — آہ لب پر فگار آتی ہے

یاد کاکل مین ایک کالے بلا — اژدہے پر سوار آتی ہے

تیغ سے ہے ملاؤ گر تمکو — گلے ملنے سے عار آتی ہے

ناز و عشوہ کو پھر کیا رخصت — خیر ہو پھر پکار آتی ہے

موت سودای زلف و گیسو مین — اپ دو اسپہ سوار آتی ہے

شوخی و دلبری و چالاکی — ہوئے او سپر نثار آتی ہے

١١٨

گر رہو رکھی ہوئی بری بھی شے
کام اک دن وقار آتی ہے

٧

کون ہے جسکی ایسی صورت ہے — کسکو خوبی مین تم سی نسبت ہے

خانہ دل مین ہی خیال صنم — یہ وہ کعبہ ہے جسمین مورت ہے

زلف پیچیدہ ایک مصرع ہے — سبزہ خط نئی عبارت ہے

بات خالی نہین ہی شوخی سے — جتنے تون مین بھری شرارت ہے

ہی عبادت تمہاری نام کی رٹ — جسکا طاعت ہی نام اطاعت ہے

نہین سنتے بھلی کی ابھی بات — کیا بری آپ کی طبیعت ہے

١١٩ جان کی کل وقار رہی ہے — آج تاب و توان کی رخصت ہے ٩

وہ عارض کا جوبن دکھاتے رہے
غرور حسینان مٹاتے رہے

دکھاتا رہا آئینہ ماہتاب
سحر تک وہ گیسو بناتے رہے

دل آتے ہی اک بت پہ آفت ہوئی
کہ ہم ساری کامونسی جاتے رہے

کبھی کنگھی کی گاہ سرمہ دیا
وہ آنے مین دیرین لگاتے رہے

مرا جوش الفت کا بڑھتا رہا
وہ ہرچند صحبت گھٹاتے رہے

تری روبرو آئے کیا آینہ
مہ و مہر آنکھین چُراتے رہے

کسے کے لیے ہم بگولے کی طرح
سدا دشت مین خاک اوڑاتی رہے

وہ لکھا کیے غیر کے نام خط
مرا نقش ہستی مٹاتے رہے

١٣٠ وقار اشک سی کھل گیا راز عشق
وگرنہ بہت ہم چھپاتے رہے ٩

نہ پہیر اُسنہ شب ہجران قضا سے
ادا کی شرط جانبازی وفا سے

مین سمجھا چاند پہ قربان ہوا ابر
اوڑی جب زلف عارض پر ہوا سے

اونہین اٹکھیلیون سی چال چلنی
گرے پامال ہو اونکی بلا سے

دیا بوسہ لبون کا لے لیا دل
ارے ظالم نہ باز آیا دغا سے

ہنسے وہ ہوگیا موتی کا مالا
گلے مین صاف دندان کی ضیا سے

صبا مین بھینی بھینی آج بو ہے
یہ کھل آئی کس گل کی قبا سے

١٢١ وقار استاد ہی تسلیم میرا
مجھے ہے کام تسلیم ضیا سی ٧

زبان خلق پر جاری ہی گفتگو میری
ہی دہوم فیض محبت سی چار سو میری

خدا بچائی کہ ہر دم ہی جان کا کہٹکا
ہی تاک جہانک مین شہ دیار جنگجو میری

کلام اوسکا یہ ہی آینہ کو کیا دیکہیون
ہی اوس سی بڑہ کی کہین صورت نکو میری

مین دامن دل صد چاک کو دکہاؤن گا
مدد کری کہین بہر خدا رفو میری

مین خاکسار ہون اوس ذات پاک کا بندہ
نماز جسکو پسند آئی بی وضو میری

کہا ہی سہو سی زلف سیہ کو مشک ختن
کرو خدا کے لیے تم خطا عفو میری

۱۲۲ — ۵

سخن سرایون نی رکہا وقار نام مرا
بڑہی ہی کشور معنی مین آبرو میری

چال آفت ہی فتنہ قامت ہی
پر قیام آپ کا قیامت ہی

چہٹ گئی نبض پہر گئین آنکہین
زیست کی کونسی علامت ہی

چشم بد دور سحر ہین آنکہین
ہر سخن آپ کا کرامت ہے

تیغ قاتل سے چلے تو آئے گے
کوچۂ زخم اگر سلامت ہی

۱۲۳ — ۹

ای وقار اونکے زلف کی ہی لٹک
اپنے اعمال کی یہ شامت ہی

جہان جان شاد ہو تو میری ثنا خوانی ہی
گل کہلا جاتا ہی بلبل کی خوش الحانی سے

ہی قران ماہ کا زہرہ سی منجم بولے
رات بالا جو ملا آپ کی جہوانی سی

ہی مری آہ کی صدمونسی مین پیچ پہونچا ل
چرخ گرداب مین ہی اشک کی طغیانی سی

سینہ کوبی سے مری کوہ کا ٹکڑے ہے جگر ‌ دشت میں غل ہے مری سلسلہ جنبانی سے
قیس سے باج ابھی لوں ابھی وامق سے خراج ‌ جمع خاطر ہوا گر دل کی پریشانی سے
خال سرمہ کا لگاتی ہیں تہ زلف وہ آج ‌ طائر دل نہ کہیں پہنس رہے نادانی سے
اپنی ہی ہاتہ سے سر کاٹ کر اپنا ہمنے ‌ طی کیا منزل ہستی کو کس آسانی سے
اعتراض آپ کی یاروں پہ کروں میں منہ ‌ سچ بقول آپ کی وہ کم نہیں خاقانی سے

۱۲۴
نالی اس طرح **وقار** آج چمن میں کھینچے
توبہ ہر مرغ نے کی اپنی غزلخوانی سے
۱۰

سرخ پہر مہدی سے اوسکا کف پا ہوتا ہے ‌ پہر مرا زخم جگر آج ہرا ہوتا ہے
تل سے اوس چشم کی دل مست سوا ہوتا ہے ‌ مشک سے نشۂ مے زور بلا ہوتا ہے
راہ میں پیک لٹا نامہ نہ پہونچا اوس تک ‌ وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکہا ہوتا ہے
مار کا کل نے ڈسا چشم سیہ نے مارا ‌ دیکہوں اب معجزۂ لب کو کہ کیا ہوتا ہے
کہلے بالوں کو جو دیکہا تو ہوئی دل کو لٹک ‌ آج گہوندواتی ہیں وہ دیکہیے کیا ہوتا ہے
لال ہیں پیر بہٹی سے تیری دست و پا ‌ کہیں سرسبز یہاں رنگ حنا ہوتا ہے
بہڑ گئی شب گل شبو سے کلائی کرنے ‌ نشۂ حسن میں بہی زور بلا ہوتا ہے
نالہ کرتا ہوں تو ہوتی ہیں گرانخاطر آپ ‌ ورنہ دم سینہ میں رک رک کی خفا ہوتا ہے
عشق نے کر کی خمیدہ مجہی مشہور کیا ‌ مہ نو سچ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہے
۱۲۵ بے زباں ہیں ہیں نہ غم تن زار **وقار** ‌ سقدم تیغ کا کب شکر ادا ہوتا ہے ۷

قیس ہی صحرا مین اور کہسار مین فرہاد ہے
شہر مین ہان ایک تیرا خانمان برباد ہے

بر سر جور و جفا پھر وہ ستم ایجاد ہے
داد ہی بیداد ہی فریاد ہی فریاد ہے

چشم سوسن ہی جو کی تشبیہ چشم یار کے
بول اوٹھا یکبار لالہ اسپہ میرا صاد ہے

یہ پہاڑی کہاتی ہین ستاری یاد دندان مین ہی
یاد ابرو مین مہ نو خنجر فولاد ہے

ای صبا بنگلہ ہوا مین نکہت گل کا بنا
اب فقط نازک سخن یہ خانمانان برباد ہے

ہین حسد کی یہ کرشمی شوخیان ہین بغض کے
ایک جاہل تیز کرتا خنجر ایراد ہے

۱۲۶ داد جاہل شعر کی اپنی ندی کیونکر وقار
باپ تو اچھا کہے گا گو بری اولاد ہے ۹

ای دل ناشاد کچھ ٹھٹھہ ہنسی فریاد ہے
یہ جو سید ہی ہو تو پھر کیا چرخ کی بنیاد ہے

چشم کی خاطر کو اور گیسو کی دل کو یاد ہے
اک بلای سخت ہر گھر مین ہی آباد ہے

بیکسی کا تہا یہ عالم آج میری نعش پر
اوسنے خود پوچھا یہ کسکا کشتۂ بیداد ہے

وادی وحشت مین ہے جوش جنون پر خضر
قیس سے بیعت ہی ہمکو وہ کہن استاد ہے

ہتکڑی کو توڑ ڈالونگا ابھی ککڑی کیطرح
موم سی بہی نرم میری زور پر فولاد ہے

قبر مین بہی پاؤن پہیلا کر نہ سونی پاینگی
گر ہماری دل کو ایسی ہی تمہاری یاد ہے

اسقدر الفت مری طوق و سلاسل سی بڑہی
خط آزادی یہ ہی ہی شان خط صداد ہے

کیچ چکی موی میان یار کی تجہسی بہک
ہو قلم مین لوچ اگر تیری یہی بہزاد ہے

۱۲۷ اسمین مین نے غزل تسلیم کی لیکن وقار
کیا کرون منہ ہو لچا بکا ارشاد ہے ۶

اوس چشم فتنہ گر کی شرارت بجای ہے گے
غمزے بھی رہین کی اشارت بجای ہے گے

منہ سے اوٹھائی گا نہ وہ زلف سیاہ کو
مجہ تیرہ روز کی شب کلفت بجای ہے گے

بیٹھے ہین رند بگڑے ہوئی آج بزم مین
بنت عنب یہان سے سلامت بجای ہے گے

شور نمک ہے گرچہ ہر اک بات مین تری
لیکن شراب لعل کی حرمت بجای ہے گے

سودا ہے زلف کا بہی گر سلسلہ رہا
تیری مریض عشق کی وحشت بجای ہے گے

(۱۲۸) (۸)

نرگس اوگی گی قبر پہ بعد از فنا وقار
نظارہ بازی کی مری عادت بجای ہے گے

دیوار پر سے ہین تہ در پر قرار ہے
حیران ہون کسکی آنی کا یہ انتظار ہے

دل شوق وصل یار مین بی اختیار ہے
بزم خیال گرم ہے بوس کنار ہے

پہر موج خیز گریہ طوفان نثار ہے
مژگان تر ہے یا رگ ابر بہار ہے

نرگس اوگی ہے سبزے کی بدلی مزار پر
مرنی کی بعد بہی یہ ترا انتظار ہے

دو تین جام اور بہی دے میکدہ کی خیر
آنکہون مین ساقیا ابہی باقی خمار ہے

کس رنگ کی کہلائی کا گل دیکہی جواب
اوس غنچہ لب سے بوسہ کا دل خواستگار ہے

ہلنا پلنگ کا شب فرقت مین اے صنم
جلیتی کی ہے لپک کہ بحد کا فشار ہے

(۱۲۹) (۱۰)

تسلیم کے بقول کہون کیا وقار حال
صورت قرار کی مجہے شکل فرار ہے

پہلنسا ہے دل کو زلف سر دوش یار نے
کاٹا ہے مجکو اوڑتی ہوئی ناگ مارنے

وہ گل گیا جو سیر چمن کو یہ گل کھلا
دامن میں گل کی ڈھانک لیا منہ بہار نے

آیا نہ یار وعدہ پہ ای موت تو ہی آ
لی جان ورنہ آج شب انتظار نے

قطرہ سے بحر ذرہ سے خورشید ہو گیا
اونچا کیا ہے مجھکو مری انکسار نے

عین الکمال چشم پہ اوسکی نہ ڈالی آنکھ
چھریان سنبھالیں سرمۂ دنبالہ دار نے

جامہ کو جامہ وار نے اپنی کیا قبا
دکھلائی ٹھاٹ غنچونکی وہ جسم زار نے

دشمن بھی میری حال پہ روتی ہین زار زار
یہ آبرو بڑہائی مری چشم زار نے

پوچھی گا جب خدا تو کہونگا میں بس ملا
بیکل ہے خون خنجر ابروی یار نے

تھی کائنات آبرو در بس ایک بوند
وہ بھی ملا دی خاک مین دندان یار نے

کیونکر زمین نظم نہو رشک آسمان
توقیر کی ہے شعر و سخن کی وقار نے

ابھی کھل جائینگی آنکھیں مطر کی
ہوئی بارش جو میری چشم تر کی

لڑی ہی خورشید روسی آنکھ کسکی
مگر ہمنے تو نذرا وسکے نظر کی

سبنی در نجف ہر قطرۂ اشک
رو لائی یاد اگر موی کمر کی

وہ کافر گر نہو پہلو مین میری
بہار خلد ہے آتش سقر کی

کبھی ای آینہ رو میری گھر پر
ہوئی یہ ہیبتی نہ آئینہ کی گھر کی

گیا جب سے وہ کافر میری گھر سی
خبر مجھکو نہین ہی اپنی گھر کی

بھلائی عیب کا رکھا گیا نام
زمانی مین یہ ذلت ہی ہنر کی

11

جواب خط کے بدلے ای وقار آج
سنانے آئی میرے نامہ بر کے

ہوئی پھر مجکو الفت سیمبر کے
ہوئی پھر بعد مدت فکر زر کی

نہ بھاگے خوف بدنامی سی عشاق
نہ پکڑی آڑ مردون نی سپر کی

نہو گر شمع مدفن مین نہین غم
تجلے چاہییے داغ جگر کی

نہوگا صاف دل وہ نیشکر قد
گرہ کھلتے نہین ہے نیشکر کی

نچھوڑو زلف کا کوٹے پہ لنگر
خبر لو بال سی پتلی کمر کی

ابھی صیاد ہو بلبل کا خود صید
اگر نالے مین رنگت ہو اثر کی

بنایا ہے قلم عنقا کے پر کا
لکھے ہے جب صفت اوسکی کمر کی

مجھے اے ترک دونون چوٹ ہین ایک
بچاؤن دل کی یا کھاؤن جگر کی

حسین دلبر مری کرتی ہین قبضہ
خبر ای بیخبر لے اپنے گھر کی

یہان وس صحرا مین جل کر مرہون گا
نہ آئی کچھ بھنک وہان کی خبر کی

تصور مین وقار اک لعل لب کی
لہو رو رو کے شب ہمنی سحر کی

ہوس پھر ہوئی کوچہ یار کے
ہوا لے اوڑی سیر گلزار کے

سنانے کسی لن ترانی ہین آپ
یہان کسکو چاہت ہی دیدار کے

کمر کا نہ مضمون بندھا ایک دن
خدا کی قسم فکر بیکار کے

مین جاتا نه هنگامهٔ حشر مین
نهوتے اگر بهشت جو یار کے

اجل هر طرف ڈهونڈهتی گهر مین آئے
نحافت یه هے تیری بیمار کے

بنائین گے مرقد مین منکر نکیر
یه حالت هے میری تن زار کے

وه عنقا هے مضمون کمر کا تری
نیا یا تلاش اوسکے سو بار کے

بنائین گی ساقی بهار آتی هے
همین فکر هے اک طرحدار کے

یه هے رنگ اوس گل کی تعظیم کا
هوا هے جو غنچون کی دستار کے

چه کائین گے جهگڑے کو هم خود وقار
خوشامد کرے کون مختار کے

وه هی کون جس سی کهون بات اونکی
هر اک شخص کو هی مدارات اونکی

زبان کتنی فضل الٰهی هی شیرین
ڈلی هی مٹهائی کے هر بات اونکی

نجاؤن گا واعظ کی اونچی دکان
کهلے سب هے مجهپر کرامات اونکی

ٹلی شام شامت کے اپنے نه هرگز
سحر یان نه اک دن هوئی رات اونکی

مین جو سدا اپنا جاکر کهون کس سی یارب
زمانے سے ٹههرے ملاقات اونکی

جو ساقی سے رکهتے نهین کام میکش
تلف هوتی هی مفت اوقات اونکی

عبث غل هین کرتے وقار اونکے در پر
پذیرا انهین سے هے مناجات اونکے

غضب کی بلا هین ادائین تمهاری
بلا کیون نه لی پهر بلائین تمهاری

حسین شہر کی سب جہبکتی ہین تم سی — چمن مین بند ہی ہین ہوائین تمہاری

ہماری نکوئی بدی مین ہی شامل — صوابون مین داخل خطائین تمہاری

مجہی لعل اعجاز پرور نے مارا — فسون اپنا آنکھین دکھائین تمہاری

لگاوٹ کی جہڑکی مین پاتا ہون لذت — مجہے کوسنے ہین دعائین تمہاری

چلین یہ شک سے سر پر آرے نہ کیونکر — عدو مانگ پٹی بنائین تمہاری

یہ ڈر ہے نہ چہاپین کہین چہاپی والے — وفائین ہماری جفائین تمہاری

۱۲۵ وقار اسکا باعث بتاؤ کہ کیا ہے — غزل محفلون مین وہ گائین تمہاری

اگر مقابل تری رخ کی گل رعنا آئی — منہ پہ یکدست خجالت کا تپانچا کہائی

کس طرح سے وہ شب وصل مین کہل کر بیٹہی — دیکہکر آئینہ مین عکس جو شرما جائی

ہو گئی وصل کی شب حق مین مری روز فراق — آپ پہر بوسۂ رخسار کا جہگڑا لائی

دیکہہ لی باد بہاری جو مری فکر بلند — کیا عجب ہی کہ ہوا عرش کی ہنگلا چہائی

وہ ملی دل کی عوض ہتیلی آئی صادق — دی کہرا کانٹہہ سی جو شخص وہ کہوتا پائی

کر دی ہو کر نکر و دل کو مری کہٹا تم — اوسکو بہیکا نہین پتی جسی میٹہا بہائی

۱۲۶ ای وقار اپنی طرح وہ بہی ہو دیوانہ ابہی — استخوان میری اگر یار کا کتا کہائی

ہمت گر کہبی کاکل پیچان سی جائین گی — ہم وہ نہین کہ بہاگ کی زندان سی جائین

مٹی سے اون مین کی اپنا خمیر ہے
مر کر بھی ہم نہ کوچۂ جانان سے جائین گے

دل بار بار دیتے ہین وہ اپنی زلف کو
کس کس کی اسمین دیکھیے دل پھانسے جائینگے

مصحف پڑھین گے عشق مین عارض کے بیدران
مومن خیال زلف مین ایمان سے جائین گے

آشفتگی مین کہتے ہین سودا سے سلسلہ
ہم چھوٹ کر نہ زلف پریشان سے جائین گے

ہین شوخیان وقار کی گستاخیون کی ساتھ
اک دن اوٹھائی محفل خوبان سے جائین گے

مجھے مارا ہے تمہاری زلف دوتا نے
بچایا آج موذی سے خدا نے

کیا ہے مرتبہ اعلیٰ خدا نے
عجب کیا گر کوئی مجکو بچا نے

کہے جاؤ جہانتک ہون بہانے
مبارک ہون مجھے آنسو بہانے

کہون کیا حال اشک و آہ ای یار
مجھے مارا ہے اس آب و ہوا نے

توقع آخری دیدار کے تھے
نہ آئے نزع مین صورت دکھانے

زمانے کا بھی بندہ کی وہ بات
خدا کا حکم جو کافر نہ مانے

تڑپتا دل ہی لوٹن کی طرح سے
دکھایا منہ مجھے کس مہ لقا نے

ہوئین اونچی نہ وہ نیچی نگاہین
اوبھرنے کب دیا اونکو حیا نے

وہ اب سنتا ہے میری نالہ گرم
خوش آئی گل کو بلبل کے ترانے

خدا کے واسطے رنجش کو چھوڑو
خدا کے واسطے چھوڑو بہانے

وہ مرشد ہے یہ دل رستہ بتائی
خضر آئین اگر رستا بتانے

١٢٨

سنی جو ای وقار آنسو بہائے
مگر ہین مرثیے میرے فسانے

ہم جب آپ ہی تجکو بت بی پیر دیکہینگے
تب اپنی نالۂ شبگیر کی تاثیر دیکہینگے

کئی سینہ سپر بیٹھی ہین ہم بھی ای بت سفاک
کہانتک کاٹ کرتی ہی تری شمشیر دیکہینگے

نہ جا گلیون مین ناکون کی ای دل مارڈالینگے
نہ وہ کچھ جرم دیکہینگے نہ کچھ تقصیر دیکہینگے

تجہ بی نقطۂ موہوم کی ہو جائیگی ثابت
دہن کو اوسکی واجب ہم تقریر دیکہینگے

کنائی فہم مین مغز سخن کو پہونچ جائینگے
شکستہ جب ہماری خط کی وہ تحریر دیکہینگے

لپٹ جائینگے جوہر کی طرح شوق شہادت مین
جہان اوس قاتل عالم کی ہم شمشیر دیکہینگے

١٢٩

وقار اون پر کہلیگی پیچ و تاب دل کی کیفیت
مری پاؤن کی جب اینٹھی ہوئی زنجیر دیکہینگے

یہ سرخی ہی جو اوسکی دست و پا کی
تو پہر معلوم ہی سبزی حنا کی

یہان تدبیر پہ نازش رہا کی
وہان تقدیر برگشتہ ہنسا کی

سخن گوئی رہی چشم صنم کی
مدک خانہ سی بی پیر کے اوڑا کی

تصور مین نکیلی چتونون کے
چہری سی میری سینی پہ چلا کی

رہا قبضی مین ہر اک تیر قامت
کمان ابرو مین میری چڑہا کی

ہوا لاغر غم ابرو مین ایسا
مین نکلا جس طرف اونگلی اوٹہا کی

نماز پنجگانہ کو بڑہا یا
جو آئی بوریا سے بوریا کے

لب جان بخش کافی ہی بوسہ — طلب کسکو یہان آب بقا کی
چھوا ہی زلف مشک آگین کو صبا نے — اوڑہتی کیون ہو کیا ہین نی خطا کی
بندہے ہین دست و پا اوس شوخ گل کے — بنام ایزد دبن اسکے ہے حنا کی

وفا را اپنا یہان ہی رکہہ نہا دل
طبیعت جب رکی اوس بیوفا سے

سدو سادہ کی ہنسی نکہی جو آب و تاب ہے — کہ ہین آئینہ کی خجلت سی کمر تک آب ہے
کہانیا تو نے یہ دیکہا ہی یار خواب مین — دو پہر دہوپ کا مجکو شب مہتاب ہے
انتظار یار نے عالم نئے دکھلائے ہین — حلقہ در بھی بعینہ دیدہ بیخواب ہے
مچھلیان جو ہر ہیں یہ آئینہ تالاب حسن — گرمی مژگان و رخ کی اونکی بیتاب ہے
ہیں تو عارض نے کس سے روکی مار ہی تھی — چاندنی تربت کی میری چادر مہتاب ہے
عکس کا یہ روی رنگین کے ہی ادنی معجزہ — ہی جو داغ دل وہ رشک لالہ شاداب ہے
وان لب جو آب بازی غیر سی کرتی ہین آپ — یان دل حسرت زدہ او رسوختن کا باب ہے
ہی سیاتہ اپنی غرور حسن کے کاوش ہنوز — دیدہ تر کو خیال رفتہ از دل خواب ہے

سیدہی سیدہی وہ مژہ ہین غیرت ناوک وقار
ابرو خمدار رشک دشنۂ قصاب ہے

زلف کسکی ہے کسکو سودا ہے — سر پہ کالی بلا کا سایا ہے
ہے مگر حسن و عشق کا نیرنگ — کوئی نامی ہے کوئی رسوا ہے

جلوۂ رخ ہی چشم حیران مین | عین یہ آئینہ تماشا ہے
عشق آیا ہے بانٹ مین میری | حسن مین یار تیرا حصّا ہے
واقعی اک ڈہکوسلا ہے اجل | ہجر جانان مین جان ہی جانا ہے

١٤٢ اوس شکر لب کی جستجو مین وقار ٩
آبلہ پاون کا بتاسا ہے

تری لو اے صنم دل کو لگی ہے | حرم مین شمع بتخانہ جلی ہے
پڑے ہے گے جان دم لیکر لبون پر | عدم کے ملک کی منزل کڑی ہے
وہ ہون دلسوختہ بیکس کہ حسرت | مثال شمع تربت پر جلی ہے
تری کاکل ہی طرہ زلف سنبل | گل رنگین ہی رخ لب پنکھڑی ہے
اوڑائی ہے جنون خاک گہر کی | مری نالون کی جب آندہی اوٹھی ہے
نکیلی کسکے مژگان کا خلش ہے | کہ دل مین کیل لوہی کی گڑی ہے
بنت افشان جبین ہی دامن ماہ | تری ہر شی انوکھی ہی نئی ہے
خراشین خار کی دیکھین جو تن پر | وہ گل بولا لباس سوزنی ہے

١٤٣ وقار اک عمر سے اقلیم دل مین ١٠
غم و رنج و قلق کے چھاونی ہے

خواب مین ہی چاند سی صورت جو دکھلائی کوئی | شام سی تا صبح پہر کاہی کو جلائی کوئی
ایک ذرا پہلو ہنسی کا پہر ہوونی مین مرے | زخم کیسوتا اوپہر مجھکو دلوائی کوئی

ہی سگ جانان کا حصہ استخوان جسم زار
ہو زغن یا ہو ہما پر یان نہ منہ لائی کوئی

ہم بہی اپنی نام کی ہین ٹکڑی ٹنگی سر
کار فرمائی یہ الکدن تو بہلا آئی کوئی

میری اور اونکی دلو نہین پہندے پر پہندے پڑے
کب سلجہتی ہی یہ گتہی لاکہہ سلجہائی کوئی

گر نہ دکہلاؤ تم اپنی بال سی پتلی کمر
مثل موی سوختہ کاہی کو بل کہائی کوئی

۱۴۴
عشق ہے وہ بدبلا چہوٹی نہ محشر تک وقار
کیا سمجہتا مین نہین مجہکو نہ سمجہائی کوئی

مری خاک اوڑکر وطن کو چلے
کہ باد بہاری چمن کو چلے

کشش قیس کی عشق کی کہل گئی
سواری جو لیلی کی بن کو چلے

صبا نے اوڑایا ہے انداز یار
چراتے چہپاتے بدن کو چلے

کہین سے لیے عطر فتنہ کے بو
صبا سید ہے اوس انجمن کو چلے

۱۴۵
بقول کسے اوسکے خاطر وقار
صبا بنکے مالن چمن کو چلے

ظاہر مین وہ الگ رہی ڈہی لڑی رہے
فیض خیال سے ہی رہی آگی کہڑی رہے

وہ سوئی شب وشالہ پر متن اوڑہ کر
ہم مثل حاشیہ کے کناری پڑی رہے

پہنی جو اونی بالیان یاقوت سرخ کی
لخت جگر یہان بہی مژہ پر جڑی رہے

تہا نزع مین جو یار کی آنی کا انتظار
اچہو کی طرح دم بہی گلی مین اڑی رہے

بیتابیان ہین ساتہ گریبان کیطرح
تو ہم ضرور قبر مین دم بہر گڑی رہے

سچ ہی مثل وقار بڑونکی بڑی ہی بات
چہوٹون کی کب جہان مین تبہی بڑی رہے

قطعات و رباعیات

قطعہ

کہا مین نے گل عارض کا اپنے
مجہے بہی دے دی اک بوسہ خیرات
بگڑ کر منہ بنایا اور بولا
مثل مشہور چہوٹا منہ بڑی بات

قطعہ

دریای حسن آپ ہین کیا کہنا آپ کا
گوہر عرق ہین قطرۂ دندان آب کے
گرداب ناف ہی تو شکم موجۂ صفا
پستان کی کہین ہین لطافت حباب کے

قطعہ

ہجر مین جسکی تڑپتی تہی پڑی خاک پہ ہم
بہر گلگشت ادہر آیا جو وہ رشک چمن
لوٹتا دیکہہ کی ہمجنس سے بولا ہنسکر
کہ یہ کس بام کا اٹکا ہی کبوتر لوٹن

رباعی

گو عشق مین اک گل کی ہی نالان و زار
سو آہ زبان پہ لب پہ نالی ہین ہزار
ہی ہجر جو آج وصل ہی کل ہوگا وقار
ہی متصل فصل خزان جوش بہار

فقط

قطعۂ تاریخ طبع دیوان از نتائج فکر بلند جناب مصنف صاحب

ہوا ای خدا طبع دیوان اول ۔۔۔ نہ گرد اوسکے ہو گرد آسیب نفرین
دم فکر تاریخ ہاتف نے مجھسے ۔۔۔ کہا لکھہ کہ ہے یہ کلام تحسین

تاریخ طبع از منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی اوستاد مصنف ۱۲۹۱ھ

چو از فضل احد شد طبع دیوان قادر من ۔۔۔ زیک سی احمد قادر گشت ای تسلیم ز عالم
ز جا بر بود طبعم را خیال سال طبع او ۔۔۔ بگوشم گفت ہاتف کن رقم دیوان تلمیذم

جلیۂ خانہ کہ از منشی محمد اظہار حسین صاحب اظہار تخلص برادر عم زاد تسلیم سہسوانی ۱۲۹۱ھ

چھپا ہے وہ دیوان رشک چمن ۔۔۔ کہ جسکا ہر اک شعر ہے لالہ زار
دم فکر تاریخ دل نے کہا ۔۔۔ لکھو جلوۂ نظم موج بہار

گوہر فشانی خامۂ منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر تخلص برادر تسلیم موصوف ۱۲۹۱ھ

ہے یہ دیوان اوس سخنور کا ۔۔۔ جسکا مدحت سرا ہوا مضمون
ہے ہر اک لفظ کے نئے بندش ۔۔۔ ہے ہر اک شعر مین نیا مضمون
ہر ورق ہے اکھاڑا اندر کا ۔۔۔ ہین پرے وارد لربا مضمون
اللہ اللہ وہ طبع کے شوخے ۔۔۔ اللہ اللہ وہ چلبلا مضمون
عقل حیران ہے لکھون کیا وصف ۔۔۔ ایک سی دس ہی دوسرا مضمون
جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے ۔۔۔ ہے مگر قدرت خدا مضمون
فاخر آیا جو فکر سال طبع ۔۔۔ لکھا خامہ نے دلکشا مضمون ۱۲۹۱ھ

کرشمۂ فکر منشی محمد صابر حسین صاحب صابر تخلص برادر تسلیم موصوف

وقار کا یہ کلام رنگین ہے جان رنگین کلام شیرین | طلسم معنی ہی سحر آگین ہ سخن مین ہے سامری کا
یہ رنگ شوخی ہی چمکا کہ منہ حسینونکو رشک آیا | جو دیکھو دیوان نقش ہو یہ پیدا کہ جلوہ ہی مہر و پری کا
غضب ہے بندش ستم ہی مضمون کوئی اعجاز ہی کہ افسون | چھپا ہے کسکا کلام موزون کہ جس سی مطلع ہی گھر پری کا
جو سال تاریخ کی ہوں مائل تو یہ کہیں شاعران کامل | ہی سحر مضمون فسون معنی بیان جادو ہی سامری کا

۱۸۷۴ ع

ایضاً

سر سال تدوین دیوان صبا | ہوا کی طرح دل مین میرے بھرا
کہا مین نے عمدہ نئی ہین غزل ۱۲۹۱ھ | عجب شوخی فکر ہے بے بدل ۱۲۹۱ھ
جو مضمون ہے ہی فطانت نثار ۱۲۹۱ھ | زبان کی ہی نرمی طلاقت نثار ۱۲۹۱ھ
ریاحین الفاظ عالم فریب ۱۲۹۱ھ | کلام دلاویز خاطر شکیب ۱۲۹۱ھ
بیزدان ہی اعلا غزل کی زمین ۱۲۹۱ھ | پری ہین مضامین داد آفرین ۱۲۹۱ھ
لکھین ہم ولی خوب اشعار ہین ۱۲۹۱ھ | سخن سنج عالم طلبگار ہین ۱۲۹۱ھ
ہوا خواہ کو ہے چمن زار نظم ۱۲۹۱ھ | عدو کو ہی جادوی نو کار نظم ۱۲۹۱ھ
چھپا جب ہوئی فکر تاریخ کے | کہا دل نی گفتار شیرین ہے یہ

ریختۂ قلم گہر بار مولوی سید ہادی علی صاحب ہادی تخلص ہمشیرہ زادہ تسلیم موصوف ۱۲۹۱ھ

فضل خدا سے طبع ہوا اس مہینے مین | دیوان بی نظیر جناب وقار کا
ہادی نی سال طبع لکھا دو طرح پر یہ | شوخی طبع طرفہ و مضمون دلکشا ۱۲۹۱ھ ۱۲۹۱ھ

رنگین مقالی سید نذیر احمد شاہ صاحب نذیر تخلص سہسوانی ۱۲۹۱ھ

یہ دیوان رنگین چمن ہے نذیر	ہر اک شعر ہے غیرت لالہ زار
جو ہو فکر تاریخ تدوین و طبع	لکھو کاروان شگفتہ بہار ۱۲۹۱ھ

خوش ذہنی ذکا چودہری نادر حسین صاحب نادر تخلص سہسوانی نے

افضال بیکران خدا سے ہوا جو طبع	دیوان اولین جناب وقار کا
ہنگام فکر سال ندا دی سروش نے	نادر لکھو شتابکے شیرین سخن چھپا ۱۲۹۱ھ

جلوہ ریزی خیال مولوی امداد حسین صاحب امداد تخلص سہسوانی

من چگویم بوصف این دیوان	ہان مگر اینقدر کہ خوب و نکو
بہر تاریخ طبع آن امداد	ہست گلدستۂ وقار بگو ۱۲۹۱ھ

خوش فکری چودہری قیوم بخش صاحب مضطر تخلص سہسوانی نے

بیزدان وہی ہے یہ دیوان رنگین	کہ ہر لفظ سے جسکے شوخی ہی ظاہر
سن طبع کی فکر تھے مجکو مضطر	کہا دل نے یکبار منظوم نادر ۱۲۹۱ھ

خوش خیالی و شیرین مقالی مولوی عبد المجید صاحب مجید تخلص لکھنوی نے

یہی ہے وہ دیوان رنگین مجید	کہین جسکو یہ ہی ہزارون مین ایک
ہوا نیک تاریخ جو منطبع	لکھے ہمنے تاریخ تاریخ نیک

بہار آفرینی طبع شوخ میرزا امجد بیگ امجد تخلص شاگرد تسلیم سہسوانی ۱۲۹۱ھ

افضال خدا سے جو یہ دیوان ہوا طبع	ہر لفظ یہ قربان ہوئی گوہر مکنون
ارشاد کیا ہاتف غیبی نے دم فکر	امجد لکھو تاریخ زہی شوخی مضمون ۱۲۹۱ھ

خوشگوئی میرزا احسن رضا صاحب رضا تخلص لکھنوی شاگرد تسلیم سہسوانی

من نسیم ہر گر طرفدار وقار	من نسیم ہر گر طرفدار سخن
ہان بگوش ہوش من اینحرف خوند	واقف و دانائے اسرار سخن
جان معنی ہست در صورت وقار	طبع پاک اوست سرکار سخن
از وشش پُر نور بزم نظم شد	اینقدر دانم زانوار سخن
حرف حرفش روح جسم شاعری	لفظ لفظش نور ابصار سخن
در جمل تعریف اشعارش رضا	خوش رقم زد داد اشعار سخن

ریختۂ خامۂ جادو نگار سید امتیاز علی صاحب امتیاز تخلص سہسوانی ۱۲۹۱ھ

چون بفضل ایزدی دیوان رنگین وقار	طبع گردید و پسند طبع معنی زا شده
خامه در گوشم بوقت فکر سالش امتیاز	گفت مطبوع جہان این نسخۂ زیبا شده

گلریزی قلم منشی منظور احمد صاحب تخلص منظور سہسوانی ۱۲۹۱ھ

چو این نسخۂ دلکش و جان فزا	که در حسن و خوبی ندارد نظیر
در ایام مسعود شد منطبع	بافضال و الطاف رب قدیر
ز ہم فکر تاریخ یکبارگی	چنان خواند ہاتف بگوش ضمیر
اگر ہست منظور سال فرنگ	بگو طبع دیوان خاطر پذیر

ریختۂ قلم اعجاز رقم دشاعران ناریخیال مقدمہ ابحیش منشی فدا علی صاحب عیش ۱۸۶۸

ہوئی اسطرح طبع دیوان وقار نکتہ دان	حضرت تسلیم سی ہی مشورہ اونکو سدا

معجمہ مین بی سرہتان لکھی تاریخ عیش — ذی وقار و واجب التسلیم دیوان چھپ چکا

۱۲۹۱ھ
چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم عبد اللہ صاحب لکھنوی

چو شد طبع دیوان بفضل خدا — کہ ہر مصرع اوست رشک بہار
رقم زد سن طبع کلک حکیم — کہ زیب چمن ہست نظم وقار

۱۲۹۱ع
تراشۂ خامۂ شاعر سخن پناہ سید محمد حسین تخلص جاہ لکھنوی ملازم مطبع

عجب نظم دلکش ہے یہ آبدار — ہر اک شعر ہے گوہر شاہوار
پے سال ہجری جو کی جاہ فکر — کہا دل نے ہے خوش بیان وقار

۱۲۹۱ھ
مرزا عاشق علی صاحب عاشق لکھنوی ملازم مطبع افسر مصلح سنگ

خوشا فکر فرمائے عالی تبار — تخلص ہے جنکا جہان مین وقار
کہہ عاشق سر بزم سے کر کے کم — ہے دیوان لکھا فصاحت شعار

۱۲۹۱ھ
احمد حسین فرزند شیخ امیر علی صاحب نقاش ملازم مطبع

زہی نظم پر معنے و دلکشا — ہر اک شعر واللہ ہے دلربا
قلم نے کہا کیا لکھون اسکا سال — تو کی فکر بس مین نے نے انتہا
لکھا وحد کر کے احمد نے کم — قلم ہے یہ آئینہ مضمون نما

۱۲۹۱ھ
نتیجہ طبع معنی آرای کرشمۂ فکر آسمان پیمای سید سجاد حسین صاحب شاگرد میر کلو عرش مرحوم

گر چو تصنیف این دیوان بتائید الہ — شاعری معجز بیان مردم عالی وقار
چشم گردون با وجود این چشمۂ شمس و قمر — مثل او انسان ندید از نوع انسان نہار

خانهٔ امید هر اهل مرادآباد از دست — ورنه بودی مسکن بوم و کلاغان آن دیار

از عطای دست دریا بار آن ابر کرم — روح حاتم در عدم محجوب ابر لیل و نهار

رفعت طبعش بعالم هر که بشنید این بگفت — سرزمین شعر را هم آسمان شد آشکار

بر عروج فکر او شل شهپر عنقای طوس — نظم خسرو کی بپایه پیش نظمش اقتدار

از صفای بندش مضمون آن دریای حسن — غرق شد در آب خجلت وز رشک دُر شاهوار

جوهر شمشیر معنی بود گر هر مطلعش — مقطع او بهر قطع نسل بدبین ذوالفقار

وقت نظم سال تاریخ ای فلک در گوش من — گفت هاتف بی تکلف دفتر فکر و قار

۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ از نتائج افکار شاعر بیمثال سخنور باکمال ذی استعداد موجد خلق و اتحاد حکیم عبد العلی صاحب متوطن قدیم بلدهٔ لکھنؤ حال وارد قصبہ سیے سر ضلع مرادآباد متخلص بہ قلق

اسکی آمد کی خبر ہے اندنون باد بہار — کر رہی ہے دامن صحرا کو جو رشک تتار

گل کھلی گا کو بسا جو عندلیبان ہے چمن — نغمہ سنجی کر رہی ہین شاخ گل پر صد ہزار

دی رہی ہین قمریان ہر سو نقیبون کی صدا — سر بکیا ہین کھڑی مثل عصای چوبدار

کیون حسینان چمن کہلاتی ہین جوبن کا رنگ — کیون گل مہتاب سے ہے چاندنی کو انکسار

تک رہی ہے کیون یہ دیکھو چشم حیرت سی کھڑی — دیدۂ نرگس کو بتلاؤ ہے کسکا انتظار

کیا سبب صحن چمن مین آج گل چھڑی اوڑھی — اشرفی کیون کر رہی ہے کو اپنی یون نثار

جو کھلی ہین گل و رشک عارض جانانہ ہین — عقدہای سنبل پیچان ہے زلف تابدار

حسن لیی ہین وسنی کس عاشق کی مضمون فراق
کیا سبب جو لالۂ احمر کا دل ہی داغدار

اندنون باعث ہی کیا دختر رز کی لیی
تاک مین مستانی ہین زنگل سی لیتی ہین ادبار

کیون گل خورشید نی اپنی دکہائی ہی چمک
مہر ہی جس سی لب بام اسقدر کیون شرمسار

بلبلا مین بولین نہین معلوم تجکو کیا سبب
چہپ گیا ہی مطبع عالی مین دیوان وقار

مطبع ایسا ہو وہی دیوان ایسا ایسی مہتمم
زین سوالید ثلاثہ ربع مسکون را قرار

کب بہلا ذکر سخاوت اوسکا مجسی ہو سکی
حاتم طائی کو جسکی نام سی ہی افتخار

اندنون داد و دہش کی اوسکی کچہہ گنتی نہین
دی گیا ہی سائلون کو زائد از حد شمار

اوسکی دست کرم کو گر لکہون دریای فیض
پانچ اونگلی اوسکی ہی بحر کرم کی پانچ دہار

یا الٰہی تا کہ ہین قائم زمین و آسمان
سبعہ سیارہ سی ہی تا نظم دنیا کا مدار

تا کہ ہی عشق گل و بلبل نظیر عاشقی
دامن گل سی ہین لپٹی تا کہ اس گلشن مین خار

وہ جوان بخت اور جوان دولت ہا عمر پیر چرخ
بار سر نخل قد اعدا پہ ہووی اوسکی بار

از دل خود عندلیب بوستان گفتا این سخن
ای قلق تاریخ این دیوان نکو باغ بہار

١٢٩١ھ

ایضاً

صاحب جود و سخا و ذی حشم و الاتبار
باکلامش فخر شعر و شاعری را افتخار

دست بستہ ہر مضامین پیش پا استادہ اش
بحر موّاج طبیعت راست مضمون آبدار

ہر کہ شد مغرور از خلقش ہمان مغرور شد
ذات او خُلق مجسّم از تکبر ضدّ [illegible]

ہست از فضل خدا حلم و حیا عدل و سخا
جای اربع عنصرش اخلا[illegible] او ز[illegible]

آنچنان امیدهای خلق برآید که نیست — گر درین عهدش بجوئی در جهان امیدوار
جمله اهل جود موزون‌اند او موزون به — گر بسنجد پیش او کم وزن باشد هیچکار
شش جهات و چار سو از بذل او تشند رشند — هلذا و الاسمه کالشمس فی النصف النهار
گر همی خواهی که از اسمش شوی تو فیضیاب — اظهر و ابین شده در خلق باشش بکمار
هست میل خاطرش چون بهر کسب کمال — شد توجه شاعری را هم نماید افتخار
گفت آن نظمی که اقلیم سخن را داد داد — سفت آن گوهر که شد در مضامین شاهوار
حکم ان طبعش الٰهی باد در ملک سخن — از وقارش هست جمله شاعران را افتخار
از سر اوصاف جستم سال تاریخ ای قلوق — تا که آمد این ندا شد خوب دیوان وقار

۱۲۹۱ھ

ایضا

بگفت این دل بیتاب من بصد تعظیم — مسخر از پی شاه سخن شده اقلیم
چه ملک مملکتی کاندران مطیع الامر — ستاده فوج مضامین جوق جوق ضخیم
همان بملک سخن آنکه کامران بودند — به پیش او بنهادند افسر و دیهیم
لوای فتح هر و ضست پیش پیشش روان — همه صنائع و اوزان نظم ارست کریم
خزینهٔ گهر آید از معنایش — چو موج موج شمار کسی نه در یتیم
ز فرط شوق چو پرسید هشتم چه دارد نام — بگفت زود زبان شو بگوش و تسنیم
ستاده شو ز ادب نام اهلیش اینست — ز گوش دل شنو میکنم ترا تعلیم
بخلق نام گرامیش ای کشن کمار — بخلق نیست نظیرش کسی و نیست سهیم

چه قسمتش که مقدر با و قسم بخورد	نمود رازق مطلق برای رزق قسیم
چه لائقی که لیاقت چو مهر روشن	چه محسنی بجهان حسن خلق اوست عمیم
پی سخاوت او حاضر اند از هر سو	ز بحر گوهر و لعل از جبال و از کان سیم
مقر رانی آنهاست شربت دینار	ز درد مفلسی پیشش اگر روند سقیم
ذکاوت ذهنش را نمیکند ادراک	اگر بذهن رسا پیش او روند فهیم
اگرچه لایتجزاست هر جزی لاکن	ز عقل جوهر هر جزو را کند تقسیم
همیشه رستم زال از حضوریش چون طفل	تمام زور جوانیش هیچو گاو شحیم
بسوی نظم چو میل طبیعتش گردید	بگفت خوب غزلها که مثل اوست عدیم
نمود جمع همه منشی نول کشور	ز رسم و راه که دارند از خلوص قدیم
حقیقت اینکه خدا ایش ز خوبی اقبال	عطا نمود چنین از خلوص دوست صمیم
شدند آن گل مفروق شکل گلدسته	بخواست تا برسد در جهان نسیم و شمیم
نمود حکم که مطبوع هم شود دیوان	که تا رسد بجهان این کلام فیض عمیم
قلق چو از پی تاریخ سال فکر نمود	سروش گفت که آمده بهار نسیم

١٢٩١ ه

شاعر شیرین زبان رنگین مقال حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکهنوی ملازم سرکار رامپور

همه الفاظ خوش و جمله معانی رنگین	حبذا جلوه اشعار ادا خیز و قا
گفت تاریخ بفرمایش تسلیم جلال	گشت مطبوع چه دیوان دل آویز و فا

١٢٩١ ه

شاعر عدیم المثال عدیم النظیر منشی امیر علی صاحب امیر ملازم سرکار والی رامپور

دیوان وقار طرفہ حسنے دارد
مشتاق نظارہ ہر سخنور آمد

بنوشت امیر سال حسن طبعش
در قالب طبع مثل جان در آمد

۱۲۹۱ھ

شاعر عطارد نظیر خرشید ضمیر منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر ملازم سرکار رضا

واہ کیا دیوان نور افشان چھپا ہے اندنون
جسکا ہر مصرع ہلال عید سی ہی ہمکنار

صفحہ صفحہ اسکا ہی رشک خیابان چمن
نظم رنگین دیکھکر پرمردہ ہین پھولونکی ہار

قدوۂ ارباب معنی حضرت تسلیم کا
یون گہر افشان ہوا ہی خامۂ معجز نگار

قطعۂ تاریخ اس نظم دلارا کا لکھون
ضعف طبع و قحط فرصت گو ہین دونون آشکار

سال ہجری و صف دیوان مین کہی یہ کہہ منیر
جای حسن و عشق بزم نور دیوان وقار

۱۲۹۱ھ

ایضاً

دیوان ہی وقار ہمایون خیال کا
یا موسم بہار نکات جدید ہے

تاریخ اسکی اور بھی ہاتہ آئی ای منیر
گلدستۂ نفیس کتاب مفید ہے

۱۲۹۱ھ

شاعر معشوق مزاج مرد رشک نیّر آسمان میر یار علی صاحب متخلص بہ جان صاحب جان لکھنوی

ملازم سرکار والی رامپور

دلہی رہتا ہے چھاتی پہ وہ دیکھتی ہون
گلی کا کٹہرا ہی میری وقار کا دیوان

لکھیون نہ کیون اوجڑی اہلی آبادی
چھپا ہوا ہی یہ اپنی دیار کا دیوان

[illegible] ان کی اوسی تاریخ آ گئی میری یاد
قسم خدا کی جب آتا وقار کا دیوان

۱۲۹۱ھ

[illegible] گ نژاد سنز لک نہاد میر نیاد علی صاحب بنیاد

ملازم سرکار والی رامپور شاگرد جناب صبا مرقومہ بالا

طرفہ پری بہار ہی دیوان وقار کا | ہی جسکے آگے رنگ حسینان اوڑا ہوا
جا ہی سخن ہین ہی سخن کی اوراق مین | شمشیر بے نیام ہی مضمون کھلا ہوا
مصرع ہر اک نگاہ مین پتلا ہی سحر کا | شعرون مین شوخیون سی ہی جادو بھرا ہوا
نظم چمن بہار ہی بنیاد سال طبع | گویا سخن یہ باغ ہی پھولا پھلا ہوا
۱۲۹۱ھ | ۱۸۷۴ع

ازافکار شیخ امداد حسین صاحب امداد وکیل عدالت دیوانی رامپور شاگرد ایضا

چو شد طبع با طرز مطبوع و دلکش | کلام وقار سخنگوے قادر
رقم کرد امداد تاریخ سالش | کہ مطبوع دلہا ست منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

شاعر ہمایون فکر خجستہ کلام محمد فرخ شاہ خان نام فرخ تخلص امیوی شاگرد ایضا

چون کلام وقار نغز بیان | زینت طبع یافت و نیک انجام
گفت فرخ بسال طبع آن | حبذا دلکش و لطیف کلام
۱۲۹۱ھ

تراوش خامہ گہربار برخوردار منعم ریاضی فراش ملازم نواب صاحب شاگرد ایضا

بشد مطبوع با طرز دل آرا | چو دیوان وقار پاک بینے
رقم زد خامۂ منعم سن طبع | کلام شاعر سحر آفرینے
۱۲۹۱ھ

شمع بزم سخندانی محمد امین سوز سہسوانی شاگرد ایضا

طبع گردید چو دیوان وقار خوشگو | برد از دست دلم شاہد گفتار سلیس
سوز ہر گاہ کہ تاریخ تمنا میکرد | طبع فرمود کہ گلدستۂ اشعار نفیس
۱۲۹۱ھ

سخن گوی اعجاز طراز محمد نیاز حسین خان نیاز سہسوانی شاگرد ایضا

نظم وقار پر ہے طرفہ پری کا جوبن
صدقے ہیں جسپہ شوخئ قربان ہی اکت
چھپ کے ہوا جو دیوان گلدستہ حسینان
لکھا نیاز نے یہ ہی مخزن فصاحت
۱۲۹۱ھ

قطعات تواریخ از نتایج افکار جناب مولوی مظفر حسین صاحب المتخلص بہ غمگین

گشت چون مطبوع طبع جملہ دیوان وقار
شادمان غمگین نمودہ سال طبعش جستجو
ہاتف غیبی بگلبانگ مسرت مژدہ داد
گلشن فیض از سر آب آمدہ تاریخ او
۱۲۹۱ھ

ایضا

طبع چو دیوان وقار این زمان
گشت خوشی در دل غمگین رسید
سال وی آمد زلب عندلیب
تازہ گل گلشن دولت دمید
۱۲۹۱ھ

ایضا

شدہ مطبوع بصد لطف چو دیوان وقار
گشت سیراب ہمہ کشت امید عالم
گفت غمگین بسر دولت و نازش تاریخ
جا بجا گشت روان چشمہ دریای کرم
۱۸۷۴ع

ایضا

دیوان وقار گشت مطبوع
خوشنود زمانہ شد بغایت
غمگین چو نمود فکر تاریخ
ہاتف بسر آمد بلاغت
بر خواند ز روی علم و دانش
نو بر شدہ میوۂ فصاحت
۱۲۹۱ فصلی

ایضا

چو دیوان وقار از لطف بیحد — شده مطبوع ہر پیر و جوانے
سپے تاریخ با صد شادمانے — ہمے گوید سروش نکتہ دانے
زروے جنت و پاے نعیمش — شگفتہ شد بہار گلستانے

١٩٣١ سمت

از نتایج افکار منشی شیو دی لال صاحب چمن شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

طبع شد دیوان والا چون ازان نکو — گشت نام آور وقار خوش بیان سحار سو
از پے سالش دم فکر از چمن ہاتف بگفت — ہر سخنور میدہد داد کلام او بگو

١٢٩١ھ

ایضاً

گشت چون صاحب لطافت داد وہ اخبار طبع — شد ہویدا از کلامش شعر گفت شان وقار
سال شد از روی رنگ گل ای چمن کردم رقم — سیر کے گرد کسی از سیر دیوان وقار

١٢٨١ فصلی

ایضاً

آن کلامی کان بہ مطبع طبع لہا بود ہست — شہرۂ طبعش چو گشتہ در جوانب جابجا
بہر سالش از سر اوج ای چمن کردم رقم — ہر غزل فائق زہر دیوان نامی فی السما

١٨٧٤ع

ایضاً

بر آئی آرزو دل اگر نہین کوئی — دیا کسی نے نہین مژدہ گر نیا ہی آج
تو کیون چمن نے لکھا بہر سمت از سر جشن — کلام شاعر خوش فکر چھپ گیا ہی آج

١٩٣١ س

تاریخ از نتایج افکار منشی انندروپ صاحب صفا پیشکار جلسۂ جناب
اہی و من کشن صاحب بہادر والد جناب مصنف صاحب انریری مجسٹریٹ

رئیس مراداباد دام اقبالہ

ہوا ہی طبع دیوان فخر قارذی ہم حسب ہے	لبان شاعران پہ مدح اوسکی غائبانہ ہے
سن فصلی لکہا ہی کلک صفایون نے سرہت	کلام عاشقان ہی یہ کلام عاشقانہ ہے

تاریخ از نتائج افکار منشی بھیم سین صاحب ضبط پیشکار مصنف صاحب

۱۲۸۱ فصلی

دیوان اول ایسا چہپا ہی کہ چار سو	حد سی زیادہ شہرت نام و وقار ہے
ای ضبط سال طبع لکہو یون زروی طبع	دیکہو یہ انتظام کلام وقار ہے

۱۲۸۱

تاریخ از نتائج افکار منشی بہیم راج صاحب شکیب پیشکار جناب راجہ صاحب ممدوح

جس سخنور کی زبان طبع دیکہا یہ کہا	ہی عیان طرز کلام پاک سی شان وقار
لکہہ سن فصلی زروی اوج یون ایکا شکیب	اور دیوانون کا ہمان ہی ہلکہ دیوان وقار

۱۲۸۱ فصلی

تتمہ

یہ غزلین جناب مصنف کی بعد تمامی دیوان کے پوہنچین لہذا آخر مین تحریر ہوئین +

وہ کہڑے تیغ بکف سر پر ہین	ہم بہی حاضر ہین جہکائی سر ہین
مسی مالیدہ لبون مین دندان	شب تاریک ہین اور اختر ہین
کم ہے کیا مانع پرواز قفس	کیون یہ صیاد کی کترے پر ہین
آئیے کیجے قیامت برپا	قبر مین چاہتے اک ٹہوکر ہین

پڑ گیا نام خدا عشق بتان — تذکرے اپنے تو اب گھر گھر ہین
نہین ہیوجہ سے سر کو دوران — دشت سکے یاد بہ مجھے چکر ہین
نہین ہین چشم خمارین اونکی — میکشو سے کے یہ دو ساغر ہین
یان بہی ہی جوش جنون فصل بہار — نوک مژگان جو تری نشتر ہین
سر شوریدہ کا ہووی جو علاج — دامن کوہ مین کب پتھر ہین

سرنگون اون سی نہووینگی و قار
وہ جو سرکش ہین تو ہم خودسر ہین

اسیر دام گیسوی رسا ہین — سیہ قسمت گرفتار بلا ہین
زبان رکھتے ہین لیکن بیزبان ہین — جو باتین آپکی ہین سب بجا ہین
برائی کے بہی قابل کیا بہلا ہین — بتو ہم بہی تو مخلوق خدا ہین
عبث ہی حضرت عیسی کی تدبیر — یہ سب درد محبت لادوا ہین
لب جان بخش کا ہمکو بہی بوسہ — نہین کیا قابل دارالشفا ہین
گدای حسن آئین شاہ ہوجاین — ولیکن عاشقون مین بادشا ہین
گدای حسن ہین گوای شہ حسن — سپہر حسن سکے ہم بہی ہما ہین
کہین طول شب ہجر انکا کیا حال — درازی پر وہان زلف رسا ہین
نہین ہین چھوٹتے جو خار صحرا — کف پا بہی ہماری کہریا ہین
چراتا ہے کف رنگین کے بوسے — تری یہ شوخیان دزد حنا ہین

وقار اتنی بہلا یہ گر جو شے
ذرا سمجھو یہ سب بت بیوفا ہین

غزل جلسۂ مشاعرہ کہ خاص مطبع مین منعقد فرمایا تھا

کیون پریشان نہون اوسکی ہر اک سر گیسو
میری ہاتھ مین وہ کہولی رہا اکثر گیسو

روز شادی و شب غم ہی ازل سی باہم
ای صنم چاہیی عارض کی برابر گیسو

کوچۂ موج مین لہرانی لگی مار سیاہ
دہوی دریا پہ جو اوس شوخ نی جاکر گیسو

رکہا باہر نہ کبہی خانۂ زنجیر سی پاؤن
جیسی دیکہی ہین تری او پری پیکر گیسو

جس طرح سایہ فگن ہو گل تر پہ سنبل
یون ہین اوس عارض رنگین پہ عنبر گیسو

سنبلہ مین ہی مگر آج قمر کی منزل
کون کہتا ہی کہ ہین یار کی منہ پر گیسو

لوگ کہتی ہین کہ افعی پہ سوار اژدر ہی
دیکہا یار تری زلف کی اوپر گیسو

خط رخسار ترا نام خدا مصحف ہی
رتبۂ تفسیر کا رکہتی ہین مقرر گیسو

ایک قسمت نہ کی قسام ازل نی دو کی
ماہ سیما ہوا رخسار معنبر گیسو

دیکہکر یار یہ سمٹنی لگی لٹ دہاری سانپ
ہون وہ بیٹہ سی جو بکہری ہوی ہون ہر گیسو

کیا لکہون وصف مین اوس حور کی گیسو کا وقار
سنبل باغ جنان سی بہی ہین بہتر گیسو

اور معشوقونکی بہی دیکہی ہین اکثر گیسو
نہین تیری سی مگر یار معنبر گیسو

ہمسی منظور نہین آپکو روپوشی گر
کسلیئے چہوڑی ہین فرمائیی رخ پر گیسو

جب بندھا ہی شب فرقت مین تصور انکا — بن گئی میری وڑانے کو ہین اژدر گیسو
ہی تری زلف کا سودا مجھی قاتل دم نزع — یاد آجائین عجب کیا نہ خنجر گیسو
کرکی غسل آپ جھٹکتے تو ہین پیچان جہان — کوئی آسیب نہ پہنچائین کمر پر گیسو
طول ہین زلف حسینان سہی ہین گو بڑہکی تو ہو — شام ہجران سہی ہماری نہین بڑہکر گیسو
کیجیی شانہ نہین آپ کو گر اتنا دماغ — کہین ہوجائین پریشان نہ سراسر گیسو
رہتا دن بہر ہی تصور رخ روشن کا مجھے — رہتی ہین پیش نظر آپکی شب بھر گیسو

جنتی ہین وہ وقار انکا جنہین ہی سودا
سنبل باغ جنان سی بہی ہین بہتر گیسو

خاتمہ طبع چکیدۂ خامۂ گوہر بار منشی غلام محمد خان تپش اڈیٹر اودہ اخبار

سبحان اللہ وقار نے کیا وقار سخن بڑھایا ہے ہر زمین مین گلزار معنی کھلایا ہی نظم

گلشنی رنگ و بوی صد گلزار — گوہرے آبروے سبع بحار
چہ کلامیکہ ہست جان سخن — دفتر معنی و بیان سخن
بین کہ ہر بیت خانۂ عشق ست — یا کتاب فسانۂ عشق ست
پیش ہر مصرعش ستانی معنی — نالۂ عندلیب زار اعنی
گلشن از رشک شوخی مضمون — می خورد در دل و جگر صد خون
بارک اللہ چہ طرز دیوانست — اللہ اللہ چہ این سخندانست

کیون نہو آخر کسکے شاگرد رشید ہین جو فن شعر مین اپنے زمانے کے

عمیق اور لبید ہین وہ کون مخدوم و مکرم شفیق معظم نکتہ دان شیوا زبان شاعر لاثانی جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی جنکا نام نامی ہندوستان مین شمع انجمن کیطرح ممتاز ہے سخن کو اونکی ذات سی فروغ اور معنی کو سوسو طرحکا ناز ہے یہ دیوان جو رئیس نامدار عالی مقدار جناب رای کشن کمار صاحب وقار کی طبع موزون کا نتیجہ ہے طرفہ بہار سخن کا ثمرہ عجب دلچسپ دلاویز بیان ہے کہ جان سخن ہزار جان سے اوسپر قربان ہے واقعی اس نخلبند معانی کی رنگین بیانی اور گلفشانی نے ہر جگہ ہر شعر مین وہ وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اوڑائے ہین تازہ تازہ مضامین نے غنچہ خاطر اہل فن شگفتہ کیا ہے چمنستان اشعار کے رنگ بہار نے رونق بازار گلزار فرخار کو شکستہ اور نہفتہ کیا ہے باوجودی کہ مشق ابتدائی ہی مگر ماشاء اللہ چشم بد دور کیا طبیعت خداداد پائی ہے کہ بڑے بڑے کامل مانتے ہین اور سالک طریق سخنوری جانتے ہین اس متانت اور فصاحت کی کس طرح داد دیجیے ہر شعر لطافت بہر ہر کیونکر نہ صاد کیجیے کہ ایک ایک مصرع عروس زیبا ہے ہر شعر شاہد رعنا ہے یہ نو عروسان گلستان سخن ہر رنگ ولباس و رزیبایش اور طرح طرح کی ناز و انداز و کرشمہ و آرایش کی ساتھ عاشقان معنی کو اپنا جوبن دکھلاتے ہین اور عاشقان معنی اپنے دلہاے صافی انکے نذر کر جاتے ہین مبدء فیاض کے فیض سے یہ گلزار ہمیشہ بہار

ایسا پھولا پھلا ہے کہ ایک عالم اسیر شیدا ہے یہ نگار رشک بہار ہمین کیون نہ مرغوب دل ہو جبکہ گل جدید لذیذ کا لطف حاصل ہو۔ ای شاعران نازک خیال زبان اوران باکمال دیکھو زور طبیعت اسے کہتے ہین یعنونی طبع وجودت اسکے معنے ہین کہ ہر شعر انتخاب لکھنا اور جو لکھنا لاجواب لکھنا یہ کلام عکس کمال کا دم ساز ہے طائر فکر و خیال شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے سچ تو یہ ہے کہ وہ کون فرد بشر ہے جسکو شعر و شاعری کا مذاق ہوگا اور پھر دیوان وقار کا نہ اشتیاق ہوگا منشی صاحب الامناقب بلند اقتدار یعنے جناب منشی نول کشور صاحب مالک اوود اخبار کی سخن سنجی بھی لائق تحسین و آفرین ہے کہ ممدوح الیہ نے اس مجموعۂ خوبی کو جیسا یہ عمدہ تھا ویسی ہی عمدہ اور خوشخط و خوشنما چھپوایا اور نقش و نگار طبع سے نگار معنی کو یک قلم دلربا بنایا۔ الٰہی جب تک سخن و اہل سخن کا ساتھ رہے

اس مطبع کی بات تیرے ہاتھ رہے

از نتائج طبع منشی شنکر سروپ بجات خلف منشی رام سروپ صاحب مالک و مہتمم مطبع دلکشا واقعہ فتحگڑہ شاگرد حضرت نادر

جو ہین رای صاحب مکرم مرے | فصیح و سخنگوی و شیرین کلام
رئیس و شریف و امیر کبیر | خرد مند و ذی جاہ و عالی مقام
بعون خدای جلیل اندنون | ہوا اونکا دیوان چھپ کر تمام

ہے یہ سال تاریخ میں بے نجات	لکھا دفتر عشق ہے لا کلام ١٢٩١ھ

چکیدۂ خامۂ دبیر خبیر عطارد ضمیر منشی بھگوان دیال صاحب لکھنوی متوسل مطبع اودھ اخبار

عجب بی مثل دیوان وقارست		کہ نامد در نظر ہرگز مثالش
پے تاریخ ہجری گفت عاقل	ایضاً	چہا مرغوب دل تاریخ سالش ١٢٩١ھ
عجب دلچسپ دیوان وقارست		کہ پیدا ہست زو شان بلاغت
بتاریخ مسیحی گفت عاقل		بود نظم عجیب و پر فصاحت ١٨٧٤ع

قطعۂ تاریخ از فخر شعرای سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف

ہوا طبع کیا ہے یہ نادر سخن	مضامین سحر آفرین ہین رقم
لکھا مصرعہ سال اشرف نے یہ	بیان سخن دان ابر کرم ١٢٩١ھ

از کاتب الحروف امیر اللہ تسلیم شاگرد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چھپا کیا خوب یہ دیوان وقار نکتہ پرور کا	کہ جسکا مرتبہ شعری بھی اعلی ہی ارفع ہی
کلام پاک کی ارباب معنی کیا صفت لکھین	مسجع ہے مقفی ہے مقفی ہے مسجع ہے
فروغ حسن معنی کا نہ پوچھو ماجرا ہمسے	جو مطلع ہی وہ گویا نیر اعظم کا مطلع ہے
عدو جلتی ہین جسدم دیکھتی ہین مضمونکو	سراپا برق برجستہ ہے جو برجستہ مصرع ہے
نظر کیا خاک آئی حاسد بدبین کو حسن انکا	عروسان معانی کے لیے ہر لفظ برقع ہے
پی تاریخ ای تسلیم کچھ دل کو خیال آیا	کہ یہ بھی مقتضای فکر طبع اہل مطبع ہے
لکھا مصرع یہ بہر سال امیر کلک رنگین نے	چھپا دیوان یا تصویر کا کوئی مرقع ہے ١٢٩١ھ

ایضاً از منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

خوب شایع گشت دیوان وقار | گوئیا باغ گل مضمون شگفت
کلک عاقل از پی تاریخ سال | دلکشا مضمون مکارم نظم گفت

۱۲۹۱ھ ۱۲۹۱ھ

قطعات تاریخ از نتائج فکر بلند جناب سید منصور علی صاحب منصور

ہر اک شعر اسکا ہی شور و فغان | یہ دیوان ہے یا قصۂ عندلیب
سنی جس کسی نے کہ اسکی غزل | کہا او سنے ہی کلمۂ عندلیب
سن اسکی جو منصور پوچھی کوئے | تو کہدی یہ ہی نغمۂ عندلیب

۱۲۹۱ھ

ایضا

آن چمن آرای دولت نامور | طرفہ دیوانش کہ بستان سخن
بلبلم در گلشن تاریخ آن | نغمہ زن زیبا گلستان سخن

۱۲۹۱ھ

ایضا

چون تخلص باوقار امد کہ او | کار و بار او بائین وقار
گل وقار از شعر و دیوانش کہ شد | سال آن و بجو مضامین وقار

۱۲۹۱ھ

ایضا

زہی آن صاحب دیوان دولت | چہ دیوانش کہ شد موزون باندا
سن تاریخ آن منصور گفتا | کہ بہ دیوان پری مضمون باندا

۱۲۹۱ھ

ایضا

گلشن آرای بهار عنبر فشان | سوز دیوانش چراغ افروز دل
غنچهٔ تاریخ آن گل می کند | نغمهٔ بلبل زهی با سوز دل

۱۲۹۱ھ

ایضا

زهی دیوان آن صاحب تجمل | که از فصل بهاری می‌کند گل
کند تحریر همچون بلبل من | سنین آن ز معنی غنچه و گل

۱۲۹۱ھ

ایضا در صنعت یعنی در حرف منقوط

زهی دیوان که رنگ افروز الفت | بهار جانگداز بهار معنی
سن تاریخ آن در حرف منقوط | ریاض عشقباز بهار معنی

۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ در صنعت که بیک مصرع دو تاریخ بحرف نقطه و بی نقطه دارد

وه چه دیوان که از جان شد پری دیوانه اش | گوهر معنی وی چون گوهر غلطان آب
در حروف مهمل و معجم بیک مصرع دو سال | گو همه تحریر و تقریر شکر ریزان آب

ایضا قطعهٔ تاریخ در صنعت

طرفه این دیوان آن نامی کلیم | همچو او نامی ولی خامی کلام
در صغیر و در وسیط و در کبیر | سال آن موزون بیان نامی کلام

۱۲۹۱ھ

الحمد لله که دیوان لطف بنیان واقع اکتوبر ۱۸۷۴ع مطابق رمضان ۱۲۹۱ھ مطبع اوده اخبار مین طبع ہوا

غلطنامہ دیوان وقار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۶	لکہی	لگے	۳۲	۶	گانہ	کانہ
۹	۷	سسے	ستتے	۳۳	۱۳	ہین ہین	ہین غل
۱۴	۲	اوٹہا	اوٹہا	۳۶	۱	جلادی مردے	جلادی مردی مردے
۱۷	۱۴	ہوئی	ہونی	۴۴	۱۳	گولی	کولی
۱۸	۱۳	اودکا	اودہرکا	۴۸	۷	مین ہی	مین ہوہی
۱۹	۴	ابرد	ابروو	″	۱۶	ہی کہا	سی کہا
″	۱۲	اغیار	اغیارکا	۵۱	۱۷	لمعان	شعبان
۲۰	۱۰	ہی	بہی	۵۳	۵	نازمین	نازہین
″	۱۶	تجہ	+	۵۸	۱۵	بل	بال
۲۲	۱۳	سہم گر	سہم کرگر	۵۹	۱۴	لبتہ	لب ہین
۲۳	۶	بڑہ	بڑہ	۶۱	۱۱	جہک کی	جہک جہک کی
۳۰	۱۴	یا	یاد	۷۲	۸	تہ	نہ
۳۲	۴	ہی	بہی ہے	۷۹	۱۱	چو	جو

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

شنگرف پیکر هیولاء صنایع نگاری و شیرین مرآت عکس نمائے تماثیل خیالات سحر کاری در لطافت معنی بیگانه یگانه و در بدایع تاریخی

اختراع جدید

۱۲۹۳ھ

تخلص وقار

شاگرد رشید بانی و بانع نظر طلیق اللسان فصیح البیان استاد کامل ثانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

در مطبع نامی منشی نولکشور بآرایش انطباع تاب حلی یافت

بسم الله الرحمن الرحیم

خدائی که آفرینندهٔ بام و شام ست حمدش تاج الکلام خاص و عام ست منکه نابلدِ کوچهٔ سخنم
و نا آشنای این فن دریا و تا امتیاز ندارم چه بر طبق عرض گذارم بفرض محال اگر درین راه
پویم بجز این مربع چه گویم که کریم ست و رحیم ست بنده نواز ست و چاره ساز ست اما بعد
خوشه چین کشت سخنوران شمع افروز بزم معنی گستران از دست خرد پیچیده پای کج مج زبان
پیتیم رای بجای بالش افتخار کج می نشیند و بگوشه چشم خود رامی بیند که امروز شعلهٔ جمال شاهد معنی
بزم افروز من ست و از فیض قدومش هر گوشه بساط قدسی انجمن ست یعنی مسوده مثنوی
لائق دید الموسوم به **اختراع جدید** معنی خیز لطف انگیز که از رزیش طبع سخن آفرین
۱۲۹۳ ھ وسعی خاطر معنی شکار رئیس ابن رئیس ابن رئیس **رای کشن کمار وقار** ست دام ملکهم
وزاد صولتهم از انجاکه من قدیم چاکر این بارگاهم و از حوادث روزگار بظل حمایتش
می پناهم بحکم تنگی وقت درین مقام خوش نمی بینم که کالای بدائع لائع در دکان بیان چینم
البته اینقدر بس ست و بسند ست که آقای من ثانی حاتم و قاآنی ست و شاگرد رشید

منشی محمد انوار حسین تسلیم سهسوانی ست مدآ د حروف خویش را چشمک چشم ساخت و بلطف همنیش چشم دیگر دیدنی از نظر انداخت چونکه ابیات مثنوی هم عدد تره ست به دوازده مقام سرِ پیدنش خوشنماست نی نی باشاره اعداد و ماه دوازده برج آسمان گفتنش زیباست از دوازده بیت پنج بیت چون پنجه خورشید بر افق تلویح درخشید و هفت بیت چون هفت دریا در ارض تمدیح جوشید چون دریا را در قطره دیدم و صحرا را در ذره بی سرگوشی خامه سواد برداشتم و بطبع آن مطبوع طبع همت برگماشتم حق معرفت اینست و خلاصه غرض چنین ست که تنها خوری پسند نساختم و بدعوت طبع یاران سخن سنج پرداختم هم بحکم سیری طبع دل را که به تصدیع بردن آورده ام و تکلیف زائد از حد و عد تحریر و تقریر در تکلف کرده ام غرض از تعلیم کور ذوقی ست که محض بی استعداد ست و سخن زیر لبی برای خودش دلخراش فریاد ست اکثر وقت کم فرصت را سیاه می کند و کاغذ خوش قلم را تباه و در جگر قلم زخم می اندازد و به مداد بیداد میسازد اقتدبس باقی هوس

خطاب بمخاطب

ای روی تو رشکِ چمن ای موی تو بالِ بلا
ای بوی تو بوی سمن ای خوی تو مهر و وفا

ای مهر تو بادِ صبا ای قدِ تو چون نیشکر
ای قهر تو برقِ فنا ای خدِ تو قرصِ قمر

ای جانِ جسمِ عاشقان اکنون ترا فارغ ز تو بیان
بستست بر شاخِ فغان از موجِ نغمه آشیان

بهرِ خدا ای دو سرا بشنو به لطفِ دلبری
قربانِ تو صبح و مسا انس و ملک حور و پری

چون هفت آمد بیت آن من گفتمش هفت آسمان
از بهرِ یار و دشمنان شد هفت هیکل هفتخوان

سله مثنوی هفت بیت بصنعت صیغ چهار سجع و چهار قافیه هر بیتی مع شرق مطلع ساطع

بالای تو شانِ خدا رخسارِ تو نورِ قمر
سیمای تو شمس الضحی گفتارِ تو شهد و شکر

تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان حسین	تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
پستان تو تازہ ثمر گیسوی تو دام الم	مژگان تو مصراع تر ابروی تو تیغ دودم (دہلیز خانہ ۱۲)
زانوی تو نور سحر دندان تو دُرِّ عدن	بازوی تو موج نظر چشمان تو ناوک فگن
اندام تو بس نازنین آواز تو جادو سبب	دشنام تو لذت قرین انداز تو قهر و غضب
اقرار تو آرام دل انگیز تو داروی جان	انکار تو راحت گسل پرهیز تو مرگ جهان
قربان تو آشفتگی تعریف تو صنع خدا	حیران تو حور و پری توصیف تو همّی علی

۵۲ ہر بیت لبی و دو پیکر جلوہ تحیر گدازمی آغازد و بر فکر بلند طبع ارجمند مصنف نازد

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	۱	سیمای تو شمس الضحی گفتار تو شهد و شکر
بالای تو شان خدا نور قمر رخسار تو	۲	سیمای تو شمس الضحی شهد و شکر گفتار تو
بالای تو رخسار تو شان خدا نور قمر	۳	سیمای تو گفتار تو شمس الضحی شهد و شکر
بالای تو رخسار تو نور قمر شان خدا	۴	سیمای تو گفتار تو شهد و شکر شمس الضحی
بالای تو شان خدا گفتار تو شهد و شکر	۵	سیمای تو شمس الضحی رخسار تو نور قمر
بالای تو گفتار تو شهد و شکر شان خدا	۶	سیمای تو رخسار تو نور قمر شمس الضحی
بالای تو گفتار تو شان خدا شهد و شکر	۷	سیمای تو رخسار تو شمس الضحی نور قمر
بالای تو شان خدا شهد و شکر گفتار تو	۸	سیمای تو شمس الضحی نور قمر رخسار تو
شان خدا بالای تو نور قمر رخسار تو	۹	شمس الضحی سیمای تو شهد و شکر گفتار تو
شان خدا بالای تو رخسار تو نور قمر	۱۰	شمس الضحی سیمای تو گفتار تو شهد و شکر
شان خدا نور قمر بالای تو رخسار تو	۱۱	شمس الضحی شهد و شکر سیمای تو گفتار تو
شان خدا نور قمر رخسار تو بالای تو	۱۲	شمس الضحی شهد و شکر گفتار تو سیمای تو

شان خدا بالای تو شهد و شکر گفتار تو	۱۳	شمس الضحا سیمای تو نور قمر رخسار تو
شان خدا شهد و شکر گفتار تو بالای تو	۱۴	شمس الضحا نور قمر رخسار تو سیمای تو
شان خدا شهد و شکر بالای تو گفتار تو	۱۵	شمس الضحا نور قمر سیمای تو رخسار تو
شان خدا بالای تو گفتار تو شهد و شکر	۱۶	شمس الضحا سیمای تو رخسار تو نور قمر
رخسار تو نور قمر بالای تو شان خدا	۱۷	گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحا
رخسار تو نور قمر شان خدا بالای تو	۱۸	گفتار تو شهد و شکر شمس الضحا سیمای تو
رخسار تو بالای تو شان خدا نور قمر	۱۹	گفتار تو سیمای تو شمس الضحا شهد و شکر
رخسار تو بالای تو نور قمر شان خدا	۲۰	گفتار تو سیمای تو شهد و شکر شمس الضحا
رخسار تو سیمای تو نور قمر شمس الضحا	۲۱	گفتار تو بالای تو شهد و شکر شان خدا
رخسار تو نور قمر شمس الضحا سیمای تو	۲۲	گفتار تو شهد و شکر شان خدا بالای تو
رخسار تو سیمای تو شمس الضحا نور قمر	۲۳	گفتار تو بالای تو شان خدا شهد و شکر
رخسار تو نور قمر سیمای تو شمس الضحا	۲۴	گفتار تو شهد و شکر بالای تو شان خدا
نور قمر رخسار تو شان خدا بالای تو	۲۵	شهد و شکر گفتار تو شمس الضحا سیمای تو
نور قمر رخسار تو بالای تو شان خدا	۲۶	شهد و شکر گفتار تو سیمای تو شمس الضحا
نور قمر شان خدا بالای تو رخسار تو	۲۷	شهد و شکر شمس الضحا سیمای تو گفتار تو
نور قمر شان خدا رخسار تو بالای تو	۲۸	شهد و شکر شمس الضحا گفتار تو سیمای تو
نور قمر رخسار تو شمس الضحا سیمای تو	۲۹	شهد و شکر گفتار تو شان خدا بالای تو
نور قمر شمس الضحا سیمای تو رخسار تو	۳۰	شهد و شکر شان خدا بالای تو گفتار تو
نور قمر شمس الضحا رخسار تو سیمای تو	۳۱	شهد و شکر شان خدا گفتار تو بالای تو

نور قمر رخسار تو سیمای تو شمس الضحا	۳۲	شهد و شکر گفتار تو بالای تو شان خدا

۵۳ اگر بتقدیم و تاخیر ارکان بهمان قاعده پردازند سی و دو بیت دیگر برطرازند *

شان خدا بالای تو نور قمر رخسار تو		شمس الضحا سیمای تو شهد و شکر گفتار تو

۵۴ و ۵۵ چون ابیات مسطورهٔ بالا را بازگونه خوانند بهمان صنعت همانقدر ابیات آیند اول یک یک رکن معکوس گیرند دوم بدو دو رکن انس پذیرند

گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحا		رخسار تو نور قمر بالای تو شان خدا
شهد و شکر گفتار تو شمس الضحا سیمای تو		نور قمر رخسار تو شان خدا بالای تو

۵۶ اگر در ابیات مثنوی بتقدیم و تاخیر نصف نصف مصاریع پردازند بهمان تعداد و بهمان صنعت ابیات لطف سمات برطرازند

رخسار تو نور قمر بالاے تو شان خدا		گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحا

۵۷ هم درین قاعده هر بیت در پردهٔ رونمائی تقلب هر رکن سرگرم دلربائی

نور قمر رخسار تو شان خدا بالای تو		شهد و شکر گفتار تو شمس الضحی سیمای تو

۵۸ اگر کسی مصاریع اول مثنوی را دوم و مصاریع دوم را اول سازد معًا این هفت پیکر خوش منظر بهمان پرداز جلوه گری پردازد پس از هر محبوب محجوب سی و دو دندان گرفتن ست و در کوچهٔ سربسته دیگر صنائع بهمان طریق رفتن ست

سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر		بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر

۵۹ و ۶۰ هم درین قاعده رعایت یکیک رکن و دو دو رکن بتقدیم و تاخیر ملحوظ دارند

شمس الضحا سیمای تو شهد و شکر گفتار تو		شان خدا بالای تو نور قمر رخسار تو
گفتار تو شهد و شکر شمس الضحا سیمای تو		رخسار تو نور قمر شان خدا بالای تو

اختراع جدید

۵۱۱ اگر نصف نصف مصرع اول و ثانی باهم بدل گردد از قواعد نخستین که ملازم طبع او شاید نسبت برنگردد

بالای تو شان خدا گفتار تو شهد و شکر	سیمای تو شمس الضحا رخسار تو نور قمر

۵۱۲ هم درین قاعده تقلب هر گاه شاهد معنی در صفحه صفحه منجر امد تعداد مطلعها سی و بهمان قیاس می انجامد

شان خدا بالای تو شهد و شکر گفتار تو	شمس الضحا سیمای تو نور قمر رخسار تو

۵۱۳ مصاریع اول و دوم مثنوی که برجای خویش نشسته اند یگان یگان به صنعت رد العجز علی الصدر دل بسته اند تعداد مطلع ها سی و دو دانند اول و دو دوم کن خوانند

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
رخسار تو نور قمر تصویر تو باغ جنان	گفتار تو شهد و شکر تنویر تو برق تپان
تصویر تو باغ جنان پستان تو تازه ثمر	تنویر تو برق تپان مژگان تو مصراع تر
پستان تو تازه ثمر زانوی تو نور سحر	مژگان تو مصراع تر بازوی تو موج نظر
زانوی تو نور سحر اندام تو بس نازنین	بازوی تو موج نظر دشنام تو لذت قرین
اندام تو بس نازنین اقرار تو آرام دل	دشنام تو لذت قرین انکار تو راحت گسل
اقرار تو آرام دل قربان تو آفتگری	انکار تو راحت گسل حیران تو حور و پری
رخسار تو نور قمر بالای تو شان خدا	گفتار تو شهد و شکر سیمای تو شمس الضحا
بالای تو شان خدا دربان تو غلمان جبین	سیمای تو شمس الضحا بالان تو عرش برین
دربان تو غلمان جبین گیسوی تو دام الم	بالان تو عرش برین ابروی تو تیغ دودم
گیسوی تو دام الم دندان تو در عدن	ابروی تو تیغ دودم چشمان تو ناوک فگن
دندان تو در عدن آواز تو جادو نسب	چشمان تو ناوک فگن انداز تو قهر و غضب
آواز تو جادو نسب انگیز تو داروی جان	انداز تو قهر و غضب پرهیز تو مرگ جهان

انگیز تو داروی جان تعریف تو صنع خدا	پرهیز تو مرگ جهان توصیف تو صلی علی

هم درین صنعت مربوط تقدیم یک یک رکن منوط ۱۴ له

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان جبین	تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
نور قمر رخسار تو باغ جنان تصویر تو	شهد و شکر گفتار تو برق تپان تنویر تو
شان خدا بالای تو غلمان جبین دربان تو	شمس الضحا سیمای تو عرش برین بالان تو

۱۵ و ۱۶ له در همین صنعت اگر گرفتن دو رکن آخر مصرع بیت اول شتا بند و شش رکن اول بیت دوم بآن ضم کنند اول دو دو رکن گیرند دوم تقدیم و تاخیر دران پذیرند

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان جبین	تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
گفتار تو شهد و شکر تصویر تو باغ جنان	دربان تو غلمان جبین تنویر تو برق تپان
شهد و شکر گفتار تو باغ جنان تصویر تو	غلمان جبین دربان تو برق تپان تنویر تو

۱۷ له اگر نصف نصف مصرع اول و دوم برنگارند تخم بیت دیگر بهمان تعداد و صنعت درین سخن کارند

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحا گفتار تو شهد و شکر
تصویر تو باغ جنان دربان تو غلمان جبین	تنویر تو برق تپان بالان تو عرش برین
بالای تو شان خدا تصویر تو باغ جنان	سیمای تو شمس الضحا تنویر تو برق تپان
رخسار تو نور قمر دربان تو غلمان جبین	گفتار تو شهد و شکر بالان تو عرش برین

۱۸ و ۱۹ له اگر نصف مصرع بیت اول با نصف مصرع بیت سیوم نصف مصرع بیت دوم با نصف مصرع بیت چهارم نصف مصرع بیت سیوم با نصف مصرع بیت پنجم نصف مصرع بیت چهارم با نصف مصرع

بیت ششم — نصف مصرع بیت پنجم با نصف مصرع بیت هفتم پیوند دهر بیت بقاعده مستمره حصین
ی دو در بند د اگر بجای سوم چهارم یا پنجم یا ششم یا هفتم باشد همان صنعت بزخم جگر
اماسد نمک باشد تقدیم و تاخیر ارکان فیض معدن در قبضه قدرت صاحب سخن

بالای تو شان خدا پستان تو تازه ثمر	سیمای تو شمس الضحا مژگان تو مصرع
رخسار تو نور قمر گیسوی تو دام الم	گفتار تو شهد و شکر ابروی تو تیغ دو دم
تصویر تو باغ جنان زانوی تو نور سحر	تنویر تو برق طپان بازوی تو موج نظر
پان تو غلمان جبین دندان تو در عدن	بالان تو عرش برین چشمان تو ناوک فگن
بالای تو شان خدا زانوی تو نور سحر	سیمای تو شمس الضحا بازوی تو موج نظر
رخسار تو نور قمر دندان تو در عدن	گفتار تو شهد و شکر چشمان تو ناوک فگن

۲۰ هر بیت مثنوی و دیگر قاعده ها مرقومه بالا حاصل می شود و فرد که از مشاهده آن جا سد گردد

بالای تو شان خدا رخسار تو نور قمر	سیمای تو شمس الضحی گفتار تو شهد و شکر
بالای تو شان خدا نور قمر رخسار تو	سیمای تو شمس الضحی گفتار تو شهد و شکر
بالای تو رخسار تو نور قمر شان خدا	سیمای تو گفتار تو شمس الضحا شهد و شکر

۲۱ و ۲۲ نصف مصرع اول بیت اول و نصف مصرع آخر مصرع اول بیت دوم نصف مصرع
اول مصرع دوم بیت سوم نصف مصرع آخر بیت چهارم گیرند و همچنین نصف آخر
مصرع بیت اول و نصف اول مصرع دوم بیت دوم و نصف آخر مصرع اول بیت سوم
و نصف اول مصرع اول بیت چهارم بپذیرند بهر قاعده چهار چهار فرد بدست آیند

بالای تو شان خدا دربان تو غلمان جبین	مژگان تو مصرع چشمان تو ناوک فگن
گفتار تو شهد و شکر تنویر تو برق تپان	گیسوی تو دام الم زانوی تو نور سحر

۵۲۳ هم درین صنعت که خوشنماست تقدیم و تاخیر ارکان رواست

شان خدا بالای تو غلمان جبین دربان تو		مصراع تر مژگان تو ناوک فگن چشمان تو
شهد و شکر گفتار تو برق تپان تنویر تو		دام الم گیسوی تو نور سحر زانوی تو

هر شاهد بیت در چهار خانه جلوه میفرماید چنانچه تعداد خانه هفت پیکر بیست و هشت می آید اگر نظارگی اعداد را رهنمای خویش سازد هفت بیت بیک قلم برطراز د- و اگر از خانه بست هشت رجعت نماید و در خانه اول آید + یا از عدد ده تا نوزده و از نوزده تا ده بی لغزش شتابد شاهد مراد را در آغوش

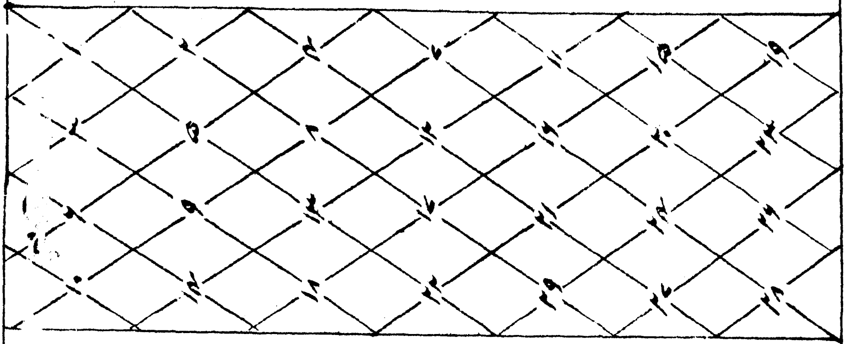

در ینمقام خیر انجام کمیت قلم برفتار خویش گرم جولان ست اگر از خانه بست هشتم رو نماید بی تگ و تا در خانه اول آید هر خانه را مبدع رفتار داند و در سه جولان یک بیت
اول از عدد یک دوم از عدد بست هشت

بالاے تو شان خدا گیسوے تو دام الم		اندام تو بس نازنین تعریف تو صنع خ
توصیف تو صلی علی انگیز تو دارو ی جان		زانوی تو نور سحر دربان تو غلمان جبین

هر خانه مبدع رفتار

بالاے تو شان خدا تنویر تو برق تپان		پستان تو تازه ثمر آواز تو جا دو نسب

۱ بالای توشان خدا	۸ رخسار تو نور قمر	۱۷ سیمای تو شمس الضحا	۲۴ گفتار تو شهد و شکر
۱۶ تصویر تو باغ جنان	۲۵ دربان تو غلمان جبین	۱۴ تنویر تو برق تپان	۷ بالان تو عرش برین
۹ پستان تو تازه ثمر	۲ گیسوی تو دام الم	۲۳ مژگان تو مصراع تر	۱۸ ابروی تو تیغ دو دم
۲۶ زانوی تو نور سحر	۱۵ دندان تو در عدن	۶ بازوی تو موج نظر	۱۳ چشمان تو ناوک فلکن
۳ اندام تو بس نازنین	۱۰ آواز تو جادو نسب	۱۹ دشنام تو لذت قرین	۲۲ انداز تو قهر و غضب
۲۰ اقرار تو آرام دل	۲۷ انگیز تو داروی جان	۱۲ انکار تو زحمت گسل	۵ پرهیز تو مرگ جهان
۱۱ قربان تو آشفتگی	۴ تعریف تو صنع خدا	۲۱ حیران تو حور و پری	۲۸ توصیف تو صلی علی

۱	۸	۱۷	۲۴
۱۶	۲۵	۱۴	۷
۹	۲	۲۳	۱۸
۲۶	۱۵	۶	۱۳
۳	۱۰	۱۹	۲۲
۲۰	۲۷	۱۲	۵
۱۱	۴	۲۱	۲۸

۱	۸	۱۹	۱۶
۱۸	۱۵	۲	۹
۷	۱۰	۱۷	۲۰
۲۸	۲۱	۱۴	۳
۱۱	۶	۲۷	۲۴
۲۲	۲۵	۴	۱۳
۵	۱۲	۲۳	۲۶

۱	۸	۱۵	۱۸
۱۶	۱۹	۲	۹
۷	۱۴	۱۷	۲۸
۲۰	۲۷	۱۰	۳
۱۳	۶	۲۱	۲۴
۲۶	۲۳	۴	۱۱
۵	۱۲	۲۵	۲۲

۱	۸	۱۵	۱۸
۲۸	۱۷	۲	۹
۷	۱۴	۱۹	۱۶
۲۰	۲۷	۱۰	۳
۱۳	۶	۲۱	۲۴
۲۶	۲۳	۴	۱۱
۵	۱۲	۲۵	۲۲

تاریخ طبع ریزش طبع اعجاز کار و ریختهٔ قلم سحر نگار مولوی سید سجاد صاحب سلمه الله تعالی متخلص بفلک

چون رقم زد مثنوی کلکِ وقار | از سوادِ چشم حوران بهشت
تخم طرزِ نو ز حسن فکر خویش | واقعی در مزرعهٔ ایجاد کشت
لیلی نظمش مبتلا مثل قیس | در هوای شوق بی آتش برشت
از هجوم صنعتش چون کوه کن | فرق خود حاسد شکست از سنگ و خشت
روبروی عشق آن یوسف نژاد | خوبی عشق زلیخا محض زشت
از شمیم بندشِ مضمون نو | سرزمین شعر شد عنبر سرشت
از پی سال تاریخ طبعش را فلک | آفتاب مشرق معنی نوشت

۱۲۹۴ھ

خاتمة الطبع

هر طراز ستایش خدا که ناقوس در شوقش اساس چین گرم خروشیت شان سخن سرائیست جل علا و هر پیرایه نیایش کبریا که صنم در یادش مهر بر لب زده خموشیت نشان زبان آرائیست عم نواله اما بعد کمترین عباد شیوه پرستی از تعصب چشم می پوشد و بعرض امر واقعی که حق طرف است با و میکوشد بحکم جناب خدایگانی سرکار قدردانی امیدگاه اشاعت علم اهل روزگار منشی نول کشور مالک مطبع اوده اخبار کاپی مثنوی والا جناب معلی القاب محسود سخنیان هر و امصار زاد کش کمار وقار دام اقباله بدست قلم من تحریر گردید و در ماه دسمبر ۱۸۷۷ع پیرایهٔ طبع پوشیده در صحن مطبع موصوفه خرامید تعریف مثنوی از حد تحریر و تقریر من برکرانست مختصر آنکه مثنوی نیست جادهٔ قدرت یزدانست چون در ینمقام در کوچه سربستهٔ تاریخ شتافتم تاریخ تصنیف قابل نظیر ۱۲۹۳ھ و تاریخ طبع دفتر صنعت یافتم ۱۲۹۴ھ